Postal Reg. No. PB\0154\2003 TO 2005

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم   وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

جلد 52

شمارہ 13

ہفت روزہ

بدر

قادیان

The Weekly **BADR** Qadian

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 200 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ £ یا
40 امریکن ڈالر
بذریعہ بحری ڈاک
10 پونڈ £

28 محرم 1424 ہجری / 1 شہادت 1382 ہش / 1 اپریل 2003ء

1504.
Er. M.Salam,
Dpty. Chief Engineer (P&M)Elect.
HPSEB Vidyut Bhawan,
Shimla - 171 004 (H.P)

قادیان 21 مارچ (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیرو عافیت ہیں۔ الحمد للہ آج حضور نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی صفت قوی کی بصیرت افروز تشریح بیان فرمائی۔

احباب جماعت پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی خصوصی حفاظت کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

شر سے پرہیز کرو۔ اور نوع انسان کے ساتھ حق ہمدردی بجالاؤ۔

اپنے دلوں کو بغضوں اور کینوں سے پاک کرو کہ اس عادت سے تم فرشتوں کی طرح ہو جائو گے۔

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام﴾

میں اس وقت اپنی جماعت کو جو مجھے مسیح موعود مانتی ہے خاص طور پر سمجھاتا ہوں کہ وہ ہمیشہ ان ناپاک عادتوں سے پرہیز کریں مجھے خدا نے جو مسیح موعود بنا کر بھیجا ہے اور حضرت مسیح ابن مریم کا جامہ جو مجھے پہنادیا ہے اس لئے میں نصیحت کرتا ہوں کہ شر سے پرہیز کرو۔ اور نوع انسان کے ساتھ حق ہمدردی بجالاؤ اپنے دلوں کو بغضوں اور کینوں سے پاک کرو کہ اس عادت سے تم فرشتوں کی طرح ہو جاؤ گے۔ کیا ہی گندہ اور ناپاک وہ مذہب ہے جس میں انسان کی ہمدردی نہیں اور کیا ہی ناپاک وہ راہ ہے جو نفسانی بغض کے کانٹوں سے بھرا ہے۔ سوتم جو میرے ساتھ ہو ایسے مت ہو۔ تم سوچو کہ مذہب سے حاصل کیا ہے۔ کیا یہی کہ ہر وقت مردم آزاری تمہارا شیوہ ہو؟ نہیں بلکہ مذہب اس زندگی کے حاصل کرنے کے لئے ہے جو خدا میں ہے اور وہ زندگی نہ کسی کو حاصل ہوئی اور نہ آئندہ ہوگی بجز اسکے کہ خدائی صفات انسان کے اندر داخل ہو جائیں۔ خدا کے لئے سب پر رحم کرو تا آسمان سے تم پر رحم ہو۔ آؤ میں تمہیں ایک ایسی راہ سکھاتا ہوں جس سے تمہارا نور تمام نوروں پر غالب رہے اور وہ یہ ہے کہ تم تمام سفلی کینوں اور حسدوں کو چھوڑ دو۔ اور ہمدرد نوع انسان ہو جاؤ اور خدا میں کھوئے جاؤ۔ اور اسکے ساتھ اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل کرو کہ یہی وہ طریق ہے جس سے کرامتیں صادر ہوتی ہیں اور دعائیں قبول ہوتی ہیں اور فرشتے مدد کے لئے اترتے ہیں۔ مگر یہ ایک دن کا کام نہیں ترقی کرو ترقی کرو۔ اس دھوبی سے سبق سیکھو جو کپڑوں کو اول بھٹی میں جوش دیتا ہے اور دئے جاتا ہے یہاں تک کہ آخر آگ کی تاثیریں تمام میل اور چرک کو کپڑوں سے علیحدہ کر دیتی ہیں۔ تب صبح اٹھتا ہے اور پانی پر پہنچتا ہے اور پانی میں کپڑوں کو تر کرتا ہے اور بار بار پتھروں پر مارتا ہے تب وہ میل جو کپڑوں کے اندر تھی اور ان کا جزو بن گئی تھی کچھ آگ سے صدمات اٹھا کر اور کچھ پانی میں دھوبی کے بازو سے مار کھا کر یکدفعہ جدا ہونی شروع ہو جاتی ہے یہاں تک کہ کپڑے ایسے سفید ہو جاتے ہیں جیسے ابتداء میں تھے یہی انسانی نفس کے سفید ہونے کی تدبیر ہے اور تمہاری ساری نجات اس سفیدی پر موقوف ہے۔ یہی وہ بات ہے جو قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ قد افلح من زکّٰھا (الشمس: 10) یعنی وہ نفس نجات پا گیا جو طرح طرح کے میلوں اور چرکوں سے پاک کیا گیا۔ دیکھو میں ایک حکم لے کر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں وہ یہ ہے کہ اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے مگر اپنے نفسوں کو پاک کرنے کا جہاد باقی ہے۔ اور یہ بات میں نے اپنی طرف سے نہیں کہی۔ بلکہ خدا کا یہی ارادہ ہے۔ صحیح بخاری کی اس حدیث کو سوچو جہاں مسیح موعود کی تعریف میں لکھا ہے کہ یضع الحرب یعنی مسیح جب آئے گا تو دینی جنگوں کا خاتمہ کر دے گا۔ سو میں حکم دیتا ہوں کہ جو میری فوج میں داخل ہیں وہ ان خیالات کے مقام سے پیچھے ہٹ جائیں۔ دلوں کو پاک کریں۔ اور اپنے انسانی رحم کو ترقی دیں اور دردمندوں کے ہمدرد بنیں۔ زمین پر صلح پھیلادیں کہ اس سے انکا دین پھیلے گا اور اس سے تعجب مت کریں کہ ایسا کیونکر ہوگا۔ کیونکہ جیسا کہ خدا نے بغیر توسط معمولی اسباب کے جسمانی ضرورتوں کیلئے حال کی نئی ایجادوں میں زمین کے عناصر اور زمین کی تمام چیزوں سے کام لیا ہے اور ریل گاڑیوں کو گھوڑوں سے بھی بہت زیادہ دوڑا کر دکھلایا ہے ایسا ہی اب وہ روحانی ضرورتوں کیلئے بغیر توسط انسانی ہاتھوں کے آسمان کے فرشتوں سے کام لے گا۔ بڑے بڑے آسمانی نشان ظاہر ہوں گے۔ اور بہت سی چمکیں پیدا ہوں گی جن سے بہت سی آنکھیں کھل جائیں گی۔ تب آخر میں لوگ سمجھ جائیں گے کہ جو خدا کے سوا انسانوں اور دوسری چیزوں کو خدا بنایا گیا تھا یہ سب غلطیاں تھیں۔ سوتم صبر سے دیکھتے رہو کیونکہ خدا اپنی توحید کیلئے تم سے زیادہ غیرت مند ہے اور دعا میں لگے رہو۔ ایسا نہ ہو کہ نافرمانوں میں لکھے جاؤ۔ اے حق کے بھوکو اور پیاسو! سن لو کہ یہ وہ دن ہیں جن کا ابتدا سے وعدہ تھا۔ خدا ان قصوں کو بہت لمبا نہیں کرے گا اور جس طرح تم دیکھتے ہو کہ جب ایک بلند مینار پر چراغ رکھا جائے تو دور دور تک اس کی روشنی پھیل جاتی ہے اور یا جب آسمان کی طرف ایک بجلی چمکتی ہے تو سب طرفیں ساتھ ہی روشن ہو جاتی ہیں۔ ایسا ہی ان دنوں میں ہوگا۔ کیونکہ خدا نے اپنی اس پیشگوئی کے پورا کرنے کیلئے کہ مسیح کی منادی بجلی کی طرح دنیا میں پھر جائے گی۔ یا بلند مینار کے چراغ کی طرح دنیا کے چار گوشہ میں پھیلے گی۔ اور زمین پر ہر ایک سامان مہیا کر دیا ہے اور ریل اور تار اور اگن بوٹ اور ڈاک کے احسن انتظاموں اور سیر و سیاحت کے سہل طریقوں کو کامل طور پر جاری فرما دیا ہے۔ سو یہ سب کچھ پیدا کیا گیا تا وہ بات پوری ہو کہ مسیح موعود کی دعوت بجلی کی طرح ہر ایک کنارہ کو روشن کرے گی۔ اور مسیح کا منارہ جس کا حدیثوں میں ذکر ہے دراصل اس کی بھی یہی حقیقت ہے کہ مسیح کی ندا اور روشنی ایسی جلد دنیا میں پھیلے گی جیسے اونچے مینار پر سے آواز اور روشنی دور تک جاتی ہے۔ (گورنمنٹ انگریزی اور جہاد مطبوعہ لندن ص 16-14)

﴿37واں جلسہ سالانہ یو.کے 27-25 جولائی 2003ء کو ہوگا﴾

جلسہ سالانہ یوکے 2003ء کیلئے سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل تاریخوں کی منظوری عطا فرمائی ہے:

27-26-25 بروز جمعۃ المبارک، ہفتہ، اتوار احباب زیادہ سے زیادہ اس جلسہ میں شریک ہونے کی کوشش کریں اور جلسہ کی کامیابی کیلئے دعائیں کرتے رہیں۔ ....(ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان::

دجّال کا ایک اور حملہ!

وہی ہوا جس کا بہت دنوں سے ڈر تھا۔ بالآخر 20 مارچ کو علی الصبح دجالی طاقتوں نے کئی روز کی تیاری کے بعد ملک عراق پر ایک اور حملہ شروع کر دیا۔ اس طرح مسلمانوں کے مصائب میں ایک اور مصیبت کا اضافہ ہو گیا۔ پہلے ہی مشرق وسطیٰ میں روزانہ ہی فلسطینی دجالی حملوں کا شکار ہو رہے ہیں۔ بوسنیا، کوسوو اور افغانستان تک دردوں کی مار سے سسک رہے ہیں کہ اب ان مصائب میں ایک اور مصیبت کا اضافہ ہو گیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کی صفات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ وہ مذہبی اعتبار سے گرجا سے نکلے گا اور سچے خدا سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ گویا مذہبی اعتبار سے عیسائی اور دہریہ اقوام کا دجال سے گہرا تعلق ہوگا۔ اور سیاسی اعتبار سے وہ تمام دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیگا اور ہر طرف تباہی و بربادی پھیلائے گا جو لوگ اس کے ساتھ ہوں گے ان کو ہر طرح کا فائدہ پہنچائے گا اور جو اس کی مخالفت کریں گے یا اس کے مفادات کے آڑے آئیں گے ان کو صفحۂ ہستی سے نابود کرنے کی کوشش کرے گا۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہودی لوگ خاص طور پر اس کے معاون و مددگار ہوں گے۔ (کنز العمال)

عربوں میں دجال کے کردار کا ذکر کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ عرب کے نخلستانوں کو اجاڑ دے گا۔ اس کی فوجیں وہاں کے دریاؤں کے پانی کو خشک کر دیں گی اور دجال کہے گا کہ عربوں کی بھلائی اس کی اطاعت کرنے میں ہی ہے۔ مکہ اور مدینہ کے علاوہ وہ دجال پورے عرب علاقہ پر بلکہ پوری دنیا میں پھیل جائے گا اور سب لوگ اس سے خوف کھائیں گے اور ایک حدیث میں ہے کہ وہ بیت اللہ کا طواف بھی کریگا یعنی اپنی شرانگیز سرگرمیوں سے بیت اللہ کے مقاصد کو نقصان پہنچانے کے درپے ہوگا دجال کو مالی اعتبار سے خوب فراوانی حاصل ہوگی۔ دجال کے معاون و مددگار دنیوی اعتبار سے فائدہ میں رہیں گے۔ ویران مقامات اس کے حکم سے خزانے اگلیں گے۔ دجال کی فوج ٹڈی دل کی طرح ہوگی جس کے ذریعہ وہ دنیا میں ہر طرف تباہی و بربادی پھیلا دے گا۔ دجال شیریں بیان ہوگا لیکن اپنے مفادات کی خاطر دنیا کو جنگ و جدال سے بھر دے گا۔ وہ شام اور عراق کے درمیان کے علاقہ سے ظاہر ہوگا۔ اور بالآخر اس کی لڑائی وادیٔ فرات میں ظاہر ہونے والے ایک سونے کے پہاڑ کی وجہ سے ہوگی۔ اس سونے کے پہاڑ کو حاصل کرنے کیلئے دجال اس قدر خونریز جنگ کرے گا کہ فریقین کے سو میں سے ننانوے آدمی مارے جائیں گے۔ لیکن فریقین میں سے کوئی بھی اس سونے کے پہاڑ کو حاصل نہ کر سکے گا۔

سرور کائنات دجال کی طاقت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ لَایَدَانِ لِقِتَالِھِمْ (مسلم کتاب الفتن) یعنی کسی کے پاس اس کی جنگ کا مقابلہ کرنے کیلئے طاقت نہیں ہوگی۔ بالآخر اللہ تعالیٰ مسیح موعود کی دعاؤں کے ذریعہ دجال کو تباہ و برباد کر دے گا۔ ان کی گردنوں میں طاعون پیدا کر دے گا جس کی وجہ سے وہ ہلاک ہو جائیں گے۔ لاشوں کی بھرمار ہوگی اور سخت بدبو پھیل جائے گی۔ پرندے لاشوں کو نوچیں گے پھر خدا زمین کو صاف کرے گا اور مسیح موعود کی برکتوں سے اسے بھر دے گا۔

مندرجہ بالا بیان جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مختلف احادیث سے لیا گیا ہے اور جس میں مسیح موعود کے دور میں ظاہر ہونے والے بھیانک دجالی فتنہ اور اس کی خوفناک طاقت اور پھیلاؤ کا ذکر کر کے دنیوی مفادات کی خاطر یہود کے ساتھ مل کر عراق کے علاقہ میں سونے کے پہاڑ کی خاطر اس کے جنگیں کرنے اور عربوں پر آنے والی ہلاکت اور ان کی بے بسی کا تذکرہ کیا گیا ہے اس سے صاف ثابت ہے کہ کس طرح سے چودہ سو سال قبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے دور میں رونما ہونے والے خوفناک واقعات کا تذکرہ پیشگوئی کے رنگ میں فرمایا ہے۔ اور ساتھ ہی آپؐ نے فرمایا ہے کہ دجال کی اس طاقت کا مقابلہ کرنا کسی کے بس میں نہ ہوگا۔ البتہ مسیح موعود اور اس کی جماعت کی دعاؤں کے طفیل اللہ تعالیٰ اس کو نمک کی طرح گھلا دے گا اور دجال طرح طرح کی بیماریوں کا شکار ہو کر نیست و نابود ہو جائے گا۔

آج بالکل یہی واقعات ہمارے سامنے ہیں دنیا کی سب حکومتیں اور سب انسان باوجود شدید قسم کے احتجاج کرنے کے دجال اور اس کے انصار و معاونین کی طاقت کے آگے بے بس نظر آتے ہیں اور دجال نے عرب سے نکلنے والے کالے سونے کے پہاڑ کی خاطر ترکی سعودی عرب، کویت جیسے مسلمان ملکوں کے اڈے حاصل کر کے عراق پر اپنے فضائی حملوں کی شروعات کر دی ہے۔

تمام دنیا نے دیکھ لیا ہے کہ دجال کے حملوں سے وہ کسی طرح بھی عراق کو نہیں بچا سکے لیکن دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ مسیح موعود اور اس کی جماعت خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کر کے گریہ و زاری کر کے اور دعائیں کر کے مسلمانوں کو دجالی حملوں سے بچا سکتی ہے۔ لہٰذا آج ہم لوگ جو مسیح موعود کی جماعت کہلاتے ہیں ہمارا فرض ہے کہ اس دجالی فتنہ کے وقت:-

☆ ...... ایک طرف تو مسلمانوں کے لئے دعا کریں کہ اللہ انہیں وقت کے مامور کو اور سچے مسیح موعود کو شناخت کرنے اور اس پر ایمان لانے کی توفیق بخشے تا کہ جس انکار اور استکبار کی سزا ان کے مقدر میں ہے خدا اپنے فضل سے ایمان کی دولت کے نتیجہ میں ان کو محفوظ کرے۔

☆ ...... دوسرے معصوم مسلمانوں کو دجالی فتنہ سے بچا کر دجالی فتنہ کو پاش پاش کرے لیکن دجالی فتنہ کو پاش پاش کرنے کی یہ دعا اس وقت تک اثر نہیں دکھا سکتی جب تک کہ مسلمان سچے مسیح موعودؑ کے خلیفہ کی پناہ میں آ کر خدا کے حضور اس کی دعاؤں کو مقبول نہیں بناتے۔

یہ جنگ، جو معلوم ہوتا ہے لمبی چل سکتی ہے اور جس کے نتیجہ میں ہزاروں جانوں کے تلف ہونے اور بے حساب مالی نقصان کے ہونے کا اندیشہ ہے ہمیں دعاؤں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ جہاں امریکہ اور اس کے متکبر حلیفوں کو عقل و سمجھ عطا کرے وہیں مسلمانوں اور ان کے حکام کو یہ صلاحیت عطا فرمائے کہ وہ دجال اور اس کے فتنہ سے محفوظ رہنے کیلئے مسیح موعود کے خلیفہ کے دامن عافیت میں آ جائیں۔ وباللہ التوفیق۔

اس گفتگو کے آخر پر ہم سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایک حقیقت افروز فرمان درج کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"قرآن شریف اور احادیث اور اتفاق علمائے اسلام سے ثابت ہو گیا ہے کہ مغضوب علیھم سے مراد یہود ہیں اور یہود بھی وہ جنہوں نے حضرت مسیح کو بہت ستایا اور دُکھ دیا تھا اور ان کا نام کافر اور لعنتی رکھا تھا اور ان کے قتل کرنے میں کچھ فرق نہیں کیا تھا اور توہین کو ان کی مستورات تک پہنچا دیا تھا تو پھر مسلمانوں کو اس دعا سے کیا تعلق تھا اور کیوں یہ دعا ان کو سکھلائی گئی اب معلوم ہوا کہ یہ تعلق تھا کہ اس جگہ بھی پہلے مسیح کی مانند ایک مسیح آنے والا تھا۔ اور مقدر تھا کہ اس کی بھی ویسی ہی توہین اور تکفیر ہو لہٰذا یہ دعا سکھلائی گئی جس کے یہ معنی ہیں کہ اے خدا ہمیں اس گناہ سے محفوظ رکھ کہ ہم تیرے مسیح موعود کو دکھ دیں اور اس پر کفر کا فتویٰ لکھیں اور اس کو سزا دلانے کیلئے عدالتوں کی طرف کھینچیں اور اس کی پاکدامن اہل بیت کی توہین کریں اور اس پر طرح طرح کے بہتان لگائیں اور اس کے قتل کے لئے فتوے دیں غرض صاف ظاہر ہے کہ یہ دعا اسی لئے سکھلائی گئی کہ تا قوم کو اس یادداشت کے پرچہ کی طرح جس کو ہر وقت اپنی جیب میں رکھتے ہیں یا اپنی نشستگاہ کی دیوار پر لگاتے ہیں اس طرف توجہ دی جائے کہ تم میں بھی ایک مسیح موعود آنے والا ہے اور تم میں بھی وہ مادہ موجود ہے جو یہودیوں میں تھا غرض اس آیت پر ایک محققانہ نظر کے ساتھ غور کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ ایک پیشگوئی ہے جو دعا کے رنگ میں فرمائی گئی۔ چونکہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ حسب وعدہ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ آخری خلیفہ اس امت کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رنگ میں آئے گا۔ اور ضرور ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح قوم کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے اور اس پر کفر کا فتویٰ لکھا جاوے اور اس کے قتل کے ارادے کئے جائیں اس لئے ترحم کے طور پر تمام مسلمانوں کو یہ دعا سکھلائی کہ تم خدا سے پناہ چاہو کہ تم ان یہودیوں کی طرح نہ بن جاؤ جنہوں نے موسوی سلسلہ کے مسیح موعود کو کافر ٹھیرایا تھا اور اس کی توہین کرتے تھے اور ان کو گالیاں دیتے تھے اور اس دعا میں صاف اشارہ ہے کہ تم پر بھی یہ وقت آنے والا ہے اور تم میں سے بھی بہتوں میں یہ مادہ موجود ہے پس خبردار رہو اور دعا میں مشغول رہو تا ٹھوکر نہ کھاؤ۔ اور اس آیت کا دوسرا فقرہ جو الضالین ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ ہمیں اے ہمارے پروردگار اس بات سے بھی بچا کہ ہم عیسائی بن جائیں یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس زمانہ میں جب کہ مسیح موعود ظاہر ہوگا عیسائیوں کا بہت زور ہوگا اور عیسائیت کی ضلالت ایک سیلاب کی طرح زمین پر پھیلے گی۔ اور اس قدر طوفان ضلالت جوش مارے گا کہ بجز دعا کے اور کوئی چارہ نہ ہوگا اور تثلیث کے واعظ اس قدر مکر کا جال پھیلائیں گے کہ قریب ہوگا کہ راستبازوں کو بھی گمراہ کریں لہٰذا اس دعا کو بھی پہلی دعا کے ساتھ شامل کر دیا گیا۔ اور اسی ضلالت کے زمانہ کی طرف اشارہ ہے جو حدیث میں آیا ہے کہ جب تم دجال کو دیکھو تو سورہ کہف کی پہلی آیتیں پڑھو اور وہ یہ ہیں:-

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۔ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ ...... وَيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا مَّا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ۔

ان آیتوں سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال سے کس گروہ کو مراد رکھا ہے اور عوج کے لفظ سے اس جگہ مخلوق کو شریک الباری ٹھیرانے سے مراد ہے جس طرح عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ٹھیرایا ہے اور اسی لفظ سے فیج اعوج مشتق ہے اور فیج اعوج سے وہ درمیانی زمانہ مراد ہے جس میں مسلمانوں نے عیسائیوں کی طرح حضرت مسیح کو بعض صفات میں شریک الباری ٹھیرا دیا۔ اس جگہ ہر ایک انسان سمجھ سکتا ہے کہ اگر دجال کا بھی کوئی علیحدہ وجود ہوتا تو سورۃ فاتحہ میں اس کے فتنہ کا بھی ذکر ضرور ہوتا اور اس کے فتنہ سے بچنے کے لئے بھی کوئی علیحدہ دعا ہوتی مگر ظاہر ہے کہ اس جگہ یعنی سورۃ فاتحہ میں صرف مسیح موعود کو ایذا دینے سے بچنے کے لئے اور نصاریٰ کے فتنے سے محفوظ رہنے کیلئے دعا کی گئی ہے۔ حالانکہ بموجب خیالات حال کے مسلمانوں کا دجال ایک اور شخص ہے اور اس کا فتنہ تمام فتنوں سے بڑھ کر ہے تو گویا نعوذ باللہ خدا بھول گیا کہ ایک بڑے فتنہ کا ذکر بھی نہ کیا اور صرف دو فتنوں کا ذکر کیا۔ ایک اندرونی یعنی مسیح موعود کو یہودیوں کی طرح ایذا دینا۔ دوسرے عیسائی مذہب اختیار کرنا یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ سورۃ فاتحہ میں صرف دو فتنوں سے بچنے کے لئے دعا سکھلائی گئی ہے۔ (۱) اوّل یہ فتنہ کہ اسلام کے مسیح موعود کو کافر قرار دینا اس کی توہین کرنا اس کی ذاتیات میں نقص نکالنے کی کوشش کرنا۔ اس کے قتل کا فتویٰ دینا۔ جیسا کہ آیت غیر المغضوب علیھم میں انہی باتوں کی طرف اشارہ ہے۔ (۲) دوسرے نصاریٰ کے فتنے سے بچنے کے لئے دعا سکھلائی گئی اور سورۃ کو اسی کے ذکر پر ختم کر کے اشارہ کیا گیا ہے کہ فتنہ نصاریٰ ایک سیل عظیم کی طرح ہوگا اس سے بڑھ کر کوئی فتنہ نہیں۔ غرض اس تحقیق سے ظاہر ہے کہ اس عاجز کی نسبت قرآن شریف نے اپنی پہلی سورۃ میں ہی گواہی دے دی اور ثابت کرنا چاہئے کہ کن مغضوب علیھم سے اس سورۃ میں ڈرایا گیا ہے؟

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 12-201) (منیر احمد خادم)

خطبہ جمعہ

آنحضرت ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ نرم خُو اور کریم تھے۔

خادموں اور بچوں کے ساتھ آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شفقت و رأفت کے واقعات کا دلنشین تذکرہ۔

(اللہ تعالیٰ کی صفت رءوف و رحیم کے تعلق میں آیت قرآنی، احادیث نبویہ اور روایات صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے مختلف امور کا بیان)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - فرمودہ ۷ / فروری ۲۰۰۳ء ، ۷ / تبلیغ ۱۳۸۲ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔
أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -
الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -
اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَاعَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾(سورة التوبه:۱۲۸)

یقیناً تمہارے پاس تمہی میں سے ایک رسول آیا۔ اسے بہت سخت شاق گزرتا ہے جو تم تکلیف اٹھاتے ہو (اور) وہ تم پر (بھلائی چاہتے ہوئے) حریص (رہتا) ہے۔ مومنوں کے لئے بے حد مہربان (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کبھی کوئی درشت کلمہ اپنی زبان پر نہ لائے۔ نیز فرماتی ہیں کہ آپ تمام لوگوں سے زیادہ نرم خُو تھے۔ اور سب سے زیادہ کریم آدمی۔ عام آدمیوں کی طرح بلا تکلف گھر میں رہنے والے، آپؐ نے منہ پر کبھی تیوری نہیں چڑھائی۔ ہمیشہ مسکراتے ہی رہتے تھے۔ حضرت عائشہؓ کا یہ بھی بیان ہے کہ اپنی ساری زندگی میں آنحضرت ﷺ نے اپنے کسی خادم یا بیوی پر ہاتھ نہیں اٹھایا۔

(شمائل الترمذی۔ باب فی خلق رسول الله)

بعض لوگ یہ غلط استنباط کرتے ہیں ﴿فَاضْرِبُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِى الْمَضَاجِعِ﴾ سے کہ اپنی بیویوں کو مارنا چاہئے۔ میرے علم میں ایک احمدی بھی ہے اب تو وہ احمدیت سے باہر نکل گیا ہے لیکن وہ اپنی بیوی کو چھوٹی سی بات کے اوپر بہت سخت مارا کرتا تھا۔ قرآن کریم آنحضرت ﷺ پر نازل ہوا ہے اور آپ بہتر اس کا ترجمہ جانتے تھے۔ آپ کی بیویوں نے آپ کے خلاف نُشُوز کبھی نہیں کیا۔ قرآن کریم کی جس آیت میں یہ مارنے کا ذکر ہے وہاں نُشُوز مراد ہے۔ بعض عورتیں ہیں جو مارنے میں خاوند کے اوپر پہل کرتی ہیں اور بعض خاوند تو بیچارے بھیگی بلّی کی طرح مار کھاتے رہتے ہیں۔ ہمارے لاہور میں ایک صاحب ہوا کرتے تھے، ان کی بیوی ان کو اتنا مارتی تھی کہ ان کے ہوش اُڑا دیتی تھی۔ اس لئے غلط استنباط قرآن کریم سے نہیں کرنا چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جن پر یہ نازل ہوا ان سے بہتر کوئی استنباط نہیں کر سکتا۔ پس حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اس روایت کو یاد رکھیں کہ آپ نے کبھی کسی بیوی پر، کسی کمزور پر ہاتھ نہیں اُٹھایا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ اپنے اونٹ کو خود چارہ ڈالتے۔ گھر کے کام کاج کرتے۔ اپنی جوتیوں کی مرمت کر لیتے۔ کپڑے کو پیوند لگا لیتے۔ بکری کا دودھ خود دوہ لیتے۔ خادم کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلاتے۔ آٹا پیستے پیستے اگر وہ تھک جاتا تو اس میں اُس کی مدد کرتے۔ بازار سے گھر کا سامان اٹھا کر لانے میں کبھی شرم محسوس نہ کرتے۔ امیر غریب ہر ایک سے مصافحہ کرتے۔ سلام میں پہل کرتے۔ اگر کوئی معمولی کھجوروں کی بھی دعوت دیتا تو آپؐ اسے حقیر نہ سمجھتے اور قبول فرما لیتے۔ آپؐ نہایت ہمدرد، مہربان، نرم مزاج اور حلیم الطبع تھے۔ آپ کا رہن سہن بڑا صاف ستھرا تھا۔ ہر کسی سے بشاشت سے پیش آتے تھے۔ تبسم آپؐ کے چہرے پر ہمیشہ جھلکتا رہتا تھا۔ آپؐ زور کا قہقہہ نہیں لگایا کرتے تھے۔ خدا کے خوف سے فکرمند رہتے تھے لیکن ترش روئی اور خشکی نام کو نہ تھی۔ منکسر المزاج تھے لیکن اس میں کسی کمزوری، پست ہمتی وغیرہ کا شائبہ تک نہ تھا۔ بڑے سخی تھے لیکن بے جا خرچ سے ہمیشہ بچتے۔ نرم دل، رءوف و رحیم اور کریم تھے۔ ہر مسلمان سے مہربانی سے پیش آتے۔...... کبھی حرص و طمع کے جذبے سے ہاتھ نہ بڑھاتے بلکہ صابر و شاکر رہتے اور کم پر قناعت فرماتے تھے۔ (اسد الغابہ۔ جلد اوّل۔ صفحہ ۲۹)

حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اُن سے ذکر کیا کہ جنگ حنین میں بھیڑ کی وجہ سے میرا پاؤں آنحضرت ﷺ کے پاؤں پر جا پڑا۔ اس وقت آنحضرت ﷺ نے مجھے سانٹا مارا اور بات اس وقت آئی گئی ہوگئی۔ زیادہ زور سے نہیں مارا، ہلکا سا سانٹا مارا ناراضگی کے اظہار کے طور پر۔ کہتے ہیں رات مجھے نیند نہ آئی سخت گھبراہٹ رہی کہ میں نے کیا حرکت کی ہے۔ صبح صبح مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف سے مجھے پیغام ملا کہ بات سن جاؤ۔ میں ڈر گیا کہ اب شامت آئی۔ مگر شامت کیا آنی تھی رسول کریم ﷺ نے اسے آواز دی اور کہا یہ اسی بکریاں تمہیں دے رہا ہوں۔ میں نے وقتی طور پر تمہیں غصے میں سانٹا مار دیا تھا لیکن اب مجھے اس کا بہت افسوس ہے اور اس کے کفارے کے طور پر یہ اسی بکریاں تمہیں دیتا ہوں۔

(ماخوذ از مسند دارمی۔ باب فی سخاء النبی ﷺ)

اب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھی بعض روایتیں بیان کرتا ہوں جو اسی نوعیت کی ہیں:۔

میاں غفارا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ایک خادم کے طور پر رہا کرتے تھے۔ عرفانی صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیہ السلام کی خدمت میں اس کے آنے کی تقریب عجیب دلچسپ ہے اور آپؑ کے رحم اور ہمدردی کے جذبات کے اظہار کا ایک نقشہ پیش کرتی ہے۔ میاں غفارا کہتا ہے کہ میری عمر تیرہ چودہ سال کی تھی۔ میں بڑی مسجد کے صحن پر لیٹا ہوا دانے چبا رہا تھا جس طرح بکری کھاتی ہے ویسے کھا رہا تھا۔ حضرت اقدسؑ وہاں آئے اور مجھے اس حالت میں دیکھ کر آپؑ نے مجھ سے میرا پتہ و نشان پوچھا اور پھر اپنے ساتھ مکان پر لے گئے اور دو خمیری روٹیاں لا کر مجھے دیں۔ میں کھا کر چلا آیا اور اسی طرح پر مجھے ہر روز کھانا مل جاتا تو میں کبھی وہاں کھا کر اور کبھی گھر کو لے کر چلا آتا۔ کوئی کام اور خدمت میرے سپرد نہ تھی۔ پھر رفتہ رفتہ جب میں مانوس ہو گیا تو آپؑ نے مجھ کو اور چند اَور لڑکوں کو نماز کی ہدایت کی اور آپؑ ہی کچھ سورتیں بھی یاد کرا دیں اور ہم سب بڑے پکے نمازی ہو گئے۔...... میاں غفارا جب نمازی ہو گیا تو آپؑ نے اس کو اور اُن بچوں کی پارٹی کو جو آپؑ کے پاس آتی تھی۔ درود شریف کی کثرت کی طرف توجہ دلائی اور جو درود مسنون کا نماز میں پڑھا جاتا ہے اس کا وظیفہ ان کو بتایا کہ عشاء کی نماز کے بعد درود شریف پڑھ کر سو رہا کرو اور جو خواب وغیرہ آیا کرے صبح کو سنایا کرو۔ چنانچہ سب کا یہ معمول ہو گیا کہ ہم رات کو جو بھی خواب آتی تھی صبح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سنایا کرتے تھے اور آپ اپنے کیسہ یا جیب میں روٹی ڈال کر باغ میں چلے جاتے اور غفارا کو دے دیتے۔ پھر ان خوابوں کی تعبیر بھی فرماتے جو اکثر سچی نکلتیں۔ غفارا کے شادی کے اخراجات کے لئے آپ نے ایک بڑا حصہ دیا۔ دو زیور اُس کو دیئے جو اُس نے ۸۰ روپیہ پر فروخت کر دیئے۔ غرض اس طرح ہمدردی اور غمخواری فرمایا کرتے تھے۔

(حیات احمد۔ از مولانا یعقوب علی عرفانیؓ۔ صفحہ ۲۴۲،۲۴۳)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خادموں میں ایک خادم کا نام پیرا تھا جو بالکل

جاہل اور اجڈ تھا...... اُس سے بے وقوفی کے افعال کا سرزد ہونا ایک معمولی بات ہوتی تھی مگر حضرت نے اسے کبھی جھڑکا نہیں۔ اس کے متعلق فرمایا کرتے کہ اَھْلُ الْجَنَّۃِ ''۔ یہ محاورہ ہے اَھْلُ الْجَنَّۃِ بُلْہٌ وہ ان پر پورا صادق آتا تھا۔(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ صفحہ ۳۵۰)

اب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ آپ اس طرح بے تکلفی سے اپنے صحابہ رضوان اللہ علیہم کے ساتھ بیٹھتے تھے کہ باہر سے آنے والے کے لئے پہچاننا مشکل ہو جاتا تھا۔ بعض دفعہ حضرت ابوبکر کو ساتھ بیٹھا دیکھ کر آنحضرت ﷺ سمجھ لیا کرتے تھے وہ اشارہ سے بتا دیا کرتے تھے کہ نہیں میری طرف نہیں، ان کی طرف جاؤ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بھی یہی حال تھا۔ کسی مجلس میں آپ کے اعزاز میں کوئی الگ جگہ مقرر نہیں تھی اور خدام کے ساتھ اکٹھے بیٹھتے تھے۔ بعض دفعہ بعض لوگ مہمان نوازی اپنی طرف سے اس طرح کرتے تھے کہ مہمان خصوصی کے لئے تو الگ کمرہ اور خاص دسترخوان اور ساتھ حواشی مباشی جو ہوتے تھے ان کے لئے الگ کمرہ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی ایک امیر نے اس طرح دعوت کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو علم ہو گیا کہ یہ کیا کرنا چاہتا ہے۔ آپ دروازے کے باہر کھڑے ہو گئے اور اپنے نوکروں سے کہا پہلے آپ جائیں۔ جب وہ پہلے چلے گئے تو اس امیر کے پاس چارہ کچھ نہیں تھا سوائے خاموشی سے اس بات کو برداشت کرنے کے۔ پھر اپنے دسترخوان پر ان کو اپنے دائیں بائیں بٹھایا اور بڑی عزت افزائی فرمائی۔

بچوں سے آنحضور ﷺ بہت پیار فرمایا کرتے تھے۔ ہنسی مذاق کرتے تھے انہیں چھیڑتے تھے، ان سے دل لگی کرتے، ان کو بہلاتے۔

حضرت جابر بن سمرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضور ﷺ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی۔ نماز کے بعد آنحضور ﷺ اہل خانہ کی طرف جانے لگے تو میں بھی حضورؐ کے ساتھ چل پڑا۔ وہاں پہنچے تو آگے بچے حضورؐ کے استقبال کے لئے کھڑے تھے۔ حضورؐ ان کے پاس رُکے۔ ایک ایک بچے کے گلوں کو اپنے ہاتھ سے سہلایا وہ کہتے ہیں کہ میں تو حضورؐ کے ساتھ آیا تھا لیکن حضورؐ نے میرے گلوں کو بھی سہلایا۔ جب حضورؐ اپنا ہاتھ میرے گلوں پر پھیر رہے تھے تو مجھے حضورؐ کے ہاتھوں میں ایسی ٹھنڈک اور خوشبو محسوس ہوئی گویا حضورؐ نے انہیں کسی عطار کے تھیلے سے نکالا ہے۔

(صحیح مسلم۔ کتاب الفضائل۔ باب طیب رائحۃ النبیؐ)

حضرت امّ المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ آنحضور ﷺ کے پاس بچے لائے جاتے تھے تو آپؐ اُن کے لئے دعا کرتے اور مبارکباد دیتے اور اُن کو گڑھتی دیتے تھے۔

(مسلم کتاب الادب۔ باب استحباب تحنیک المولود عند ولادتہ و حملہ الی صالح) تو اب یہ جو رواج ہے گڑھتی دینے کا، یہ نیا رواج نہیں۔ یہ سنّت ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنے ہاتھ سے ان کے منہ میں گڑھتی دیا کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن سلام کے بیٹے یوسف بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا نام یوسف رکھا، مجھے اپنی گود میں بٹھایا اور میرے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرا۔

(مسند احمد بن حنبل۔ جلد ٦ صفحہ ٦ مطبوعہ بیروت)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور اس کے ساتھ اس کا چھوٹا سا بچہ تھا وہ پیار سے اُسے اپنے ساتھ چمٹانے لگا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا تم اس پر رحم کرتے ہو؟ اس نے کہا: جی حضور۔ آپ نے فرمایا جتنا تم اس پر رحم کرتے ہو اللہ تعالیٰ تم پر اس سے بہت زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ وَھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْن اور وہ سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔

(الادب المفرد للبخاری۔ باب رحمۃ العیال)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (اپنے نواسے) حسن بن علی کو چوما تو پاس بیٹھے اقرع بن حابس تمیمی نے کہا کہ میرے تو دس بچے ہیں لیکن میں نے کسی کو کبھی نہیں چوما۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔ (بخاری۔ کتاب الادب۔ باب رحمۃ الولد و تقبیلہ ومعانقتہ)

حضرت اُمّ المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے گفتگو کرنے کے لحاظ سے حضرت فاطمہ سے زیادہ رسول اللہ ﷺ سے زیادہ مشابہت رکھنے والا کسی اور کو نہیں دیکھا۔ وہ جب آپ کے پاس آتیں تو آپ ان کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے۔ انہیں خوش آمدید کہتے اور ان کو بوسہ دیتے اور انہیں اپنی نشست پر بٹھاتے۔ اور جب آنحضرتؐ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں جاتے تو وہ آپ کے احترام میں کھڑی ہو جاتیں، آپ کا دستِ مبارک پکڑ کر اس کو بوسہ دیتیں اور آپ کو خوش آمدید کہتیں اور آپ کو اپنی بیٹھنے والی جگہ پر بٹھاتیں۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اس بیماری میں جس میں آپ کی وفات ہوئی، آئیں۔ چنانچہ آپ نے انہیں خوش آمدید کہا اور انہیں بوسہ دیا۔(الادب المفرد للبخاریؒ۔ باب الرجل یقبل ابنتہ)

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب سفر سے واپس آتے تو اہل بیت کے بچے بھی آپؐ کے استقبال کے لئے جاتے۔ ایک دفعہ جب آپؐ سفر سے آئے تو سب سے پہلے مجھے آپ تک پہنچایا گیا۔ آپؐ نے مجھے گود میں اٹھالیا۔ پھر حضرت فاطمہؓ کے دو بیٹوں امام حسنؓ یا امام حسینؓ میں سے کسی ایک کو لایا گیا تو آپؐ نے اُسے اپنے پیچھے بٹھالیا۔ اسی طرح مدینہ منورہ میں اس حال میں داخل ہوئے کہ ایک اونٹ پر ہم تین سوار تھے۔

(مسند احمد بن حنبل۔ مسند اھل البیت)

عدی بیان کرتے ہیں کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو دیکھا۔ آپؐ نے امام حسنؓ کو اپنے کندھے پر اٹھایا ہوا تھا اور فرما رہے تھے: اے اللہ! میں اس سے محبت رکھتا ہوں، تو بھی اس سے محبت فرما۔

(بخاری۔کتاب المناقب۔ باب مناقب الحسن و الحسین)

حضرت اسامہ بن زیدؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے پکڑ کر اپنے ایک زانو پر بٹھا لیا اور دوسرے پر حسن کو۔ پھر ہم دونوں کو اپنے سینے سے چمٹا لیا کرتے تھے اور فرماتے تھے ''اَللّٰھُمَّ ارْحَمْھُمَا فَاِنِّیْ اَرْحَمُھُمَا'' اے اللہ ان دونوں پر رحم فرما۔ میں ان دونوں پر رحم کرتا ہوں۔ (بخاری۔ کتاب الادب۔ باب وضع الصبی علی الفخذ)

یَعْلٰی بن مُرّہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ہمراہ ایک ایسی دعوت پر جس میں ہم مدعو تھے جانے کے لئے نکلے۔ کیا دیکھتے ہیں حسینؓ رستہ میں کھیل رہے ہیں۔ نبی ﷺ تیزی سے لوگوں سے آگے ہو گئے پھر اپنے دونوں بازو پھیلا دیئے جس پر بچہ کبھی ادھر اور کبھی ادھر بھاگتا (یہ آنحضرت ﷺ کا پیار کا اظہار تھا۔ دونوں ہاتھ پھیلا کر اس بچے کو پکڑنے کی کوشش کرتے تھے، پکڑ تو سکتے تھے مگر جان کے کچھ دیر پیچھے ہٹ جاتے تھے تاکہ اس کے ساتھ کھیل جاری رہے کبھی وہ ادھر بھاگتا کبھی ادھر بھاگتا) آنحضرت ﷺ اس طرح اسے ہنسا رہے تھے، آپ انہیں ہنساتے رہے یہاں تک کہ آپؐ نے اسے پکڑ لیا۔ پھر آپ نے اپنا ایک ہاتھ ان کی ٹھوڑی کے نیچے اور دوسرا ان کے سر پر رکھا پھر انہیں اپنے سینے کے ساتھ لگا لیا۔

پھر نبی ﷺ نے فرمایا۔ ''حُسَیْنٌ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْ حُسَیْنٍ'' یعنی حسین میرا ہے اور میں حسین کا ہوں۔ اور فرمایا اللہ اس سے محبت رکھے جو حسین سے محبت کرے۔ حسین (میرے) نواسوں میں سے ایک ہے۔ (الادب المفرد للبخاریؒ۔ باب معانقۃ الصبی)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بھی ایک الہام ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ''اَنْتَ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْکَ'' اس کو مولویوں نے تمسخر بنا دیا اور کہا کہ میں اللہ میں سے ہوں اور اللہ مجھ میں سے ہے۔ حالانکہ ''مِنِّیْ'' کا ترجمہ کرنا 'یہ مجھ میں سے' اور 'تجھ میں سے' غلط ہے۔ ''مِنِّیْ'' کا ترجمہ ہے 'میرا ہے' اور ''مِنْکَ'' کا ترجمہ ہے 'تیرا' ہے۔

حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کبھی اس حال میں بھی نماز پڑھتے کہ آپ نے اپنی نواسی اُمامہ کو جو حضرت زینب اور ابوالعاص بن ربیعہ بن عبد شمس کی بیٹی تھیں کو اُٹھایا ہوا ہوتا تھا۔ پس جب آپ سجد [illegible] لگتے تو اسے بٹھا دیتے اور جب آپ قیام کرنے لگتے تو اسے پھر اُٹھا لیتے۔

(بخاری کتاب الصلوۃ۔ باب اذا حمل جاریۃ صغیرۃ...... الخ)

اب ہمارے ہاں یہ مشہور ہے کہ اس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور کسی شخص نے ایسی روایت

PRIME AUTO PARTS

House of Genuine Spares
Ambassador
&
Maruti

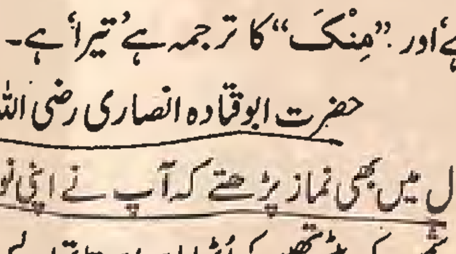

P, 48 PRINCEP STREET
CALCULTTA - 700072 ●2370509

سن کے یہ بھی کہا تھا کہ خوا! تو پھر رسول اللہ ﷺ کی نماز ٹوٹ گئی۔ حالانکہ آنحضرت ﷺ کا ذہن اللہ کی طرف رہتا ہے۔ ''دست بہ کار دل بہ یار''۔ آپ تو بچوں سے شفقت کی وجہ سے ان کے ساتھ ایسا سلوک کر لیتے تھے مگر کبھی بھی آپؐ کی توجہ نماز سے نہیں ہٹی۔

عبداللہ بن شدّاد بن الھاد اپنے والد کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نمازِ عشاء ظہر یا عصر پڑھانے کے لئے آئے تو آپ اپنے بچوں حسن یا حسین میں سے کسی کو اٹھائے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھے تو بچے کو اپنے دائیں پاؤں کے پاس بٹھا دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے سجدہ کیا اور اس کو لمبا کر دیا۔ میرے والد کہتے ہیں کہ لوگوں میں سے مَیں نے سر اُٹھا کر دیکھا (کہ سجدہ زیادہ لمبا ہو گیا تھا اور پتہ نہیں کس وہم میں مبتلا ہوا تو میں نے سر اُٹھا کر دیکھا) تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول کریم ﷺ تو ابھی سجدہ میں ہیں اور بچہ آپ کی پیٹھ پر سوار ہے۔ پھر میں واپس سجدہ میں چلا گیا۔ پھر جب رسول اللہ نے نماز پڑھا کر سلام پھیرا تو لوگوں نے دریافت کیا، یا رسول اللہ! آپ نے اس نماز میں ایک بہت لمبا سجدہ کیا تھا۔ کیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو اس کا حکم تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: نہیں وہ بچہ میرے پاس تھا میں نہیں چاہتا تھا اس کو اٹھا لوں، نیچے رکھ دوں اور جب تک وہ خود میری پیٹھ سے اتر نہیں اس وقت تک میں نے سجدہ کو لمبا رکھا۔

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنھما بیان فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی ایک بیٹی نے آپ کو یہ پیغام بھجوایا کہ میری بیٹی کا آخری وقت ہے آپ تشریف لائیں۔ اسامہ کہتے ہیں، ہم آنحضرت ﷺ کے ہمراہ آپ کی صاحبزادی کے پاس پہنچے۔ وہ آخری وقت تھا بچی کا۔ آنحضور ﷺ نے اس کو صبر کی تلقین فرمائی۔ پھر جب آپ کھڑے ہوئے تو ہم بھی کھڑے ہوئے۔ چنانچہ بچی جان کنی کے عالم میں تھی۔ وہ اس حالت میں نبی اکرم ﷺ کے گود میں دے دی گئی۔ اس پر آنحضور ﷺ کے آنسو بہنے لگے۔ اس پر سعد نے کہا یا رسول اللہ! یہ کیا؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا: (میرے یہ آنسو) رحمت کی وجہ سے ہیں اور رحمت اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کے دل میں چاہتا ہے رکھ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے رحم کرنے والے بندوں پر ہی رحم فرماتا ہے۔ (بخاری کتاب المرضیٰ۔ باب عیادة الصبیان)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ابو سیف حدّاد (حدّاد سے مراد ہے لوہار) کے ہاں گئے۔ جن کے پاس حضرت ابراہیم رہا کرتے تھے۔ (آپؐ کے بیٹے ابراہیم کو ابو حدّاد پالا کرتا تھا۔) رسول اللہ ﷺ نے ابراہیم کو پکڑا، اور بوسہ دیا اور انہیں سونگھا۔ پھر ایک اور موقعہ پر اس کے ہاں گئے۔ اس وقت حضرت ابراہیم جان کنی کے عالم میں تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اس پر عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا: یا رسول اللہ! آپ بھی؟ اس پر آپ نے فرمایا: ''اے ابن عوف یہ رحمت ہے'' پھر اس کے بعد آنحضور ﷺ نے فرمایا: ''آنکھ آنسو بہاتی ہے، دل مغموم ہے مگر ہم وہی کہیں گے جس سے ہمارا ربّ راضی ہو۔ اے ابراہیم! ہم تیری جدائی سے مغموم ہیں۔

(بخاری کتاب الجنائز۔ باب قول النبیؐ انا بک لمحزونون)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی بچوں سے بہت شفقت فرمایا کرتے تھے خصوصاً مرزا مبارک احمد جو سب سے چھوٹے تھے تو ان سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بہت پیار تھا۔ آپ بچوں پر کبھی ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے سوائے ایک موقع کے جب مرزا مبارک احمد سے غلطی سے ٹھوکر لگی اور قرآن کریم میز سے نیچے گرنے ہی والا تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے لپک کے اس کو روک لیا اور ایک تھپڑ لگایا۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بے حد نرم ہونے کے باوجود قرآن کی بہت عزت کرتے تھے۔ ''قرآں کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے''۔ آپ کی تلاوت قرآن کریم دن رات ایسی ہوتی تھی کہ جس سے وجد طاری ہو جایا کرتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب پتہ چلتا کہ کسی کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے تو اس کے ہاں خود جاتے، غریب سے غریب طالبعلم کی بیماری پر بھی آپ کا وہ جوش اور ہمدردی مشاہدہ کیا گیا جو کم لوگوں کو اپنی اولاد سے بھی نصیب ہوتا ہوگا۔ آپ بار بار اضطراب سے پھرتے اور دعا مانگتے تھے اور بار بار حالات پوچھتے تھے اور اس کی صحت پر آپ کو ایسی خوشی ہوتی جیسے کسی اپنے بچے کی صحت پر۔

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ صفحہ ۳۸۱)

ایسے بہت سے واقعات ہیں جو یہاں مزید بیان کرنے طوالت کے خوف سے کم کر ... دیے ہیں۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ... بارہا ... دیکھا

ہے کہ اور دوسرے بچے آپ کی چارپائی پر بیٹھے ہیں اور آپؐ کو مضطر کر کے پائنتی پر بٹھا دیتے ہیں اور اپنے بچپنے کی بولی میں مینڈک اور کوّے اور چڑیا کی کہانیاں سنا رہے ہیں اور گھنٹوں سنائے چلے جاتے ہیں۔ حضرت ہیں کہ بڑے مزے سے سنے جا رہے ہیں۔ گویا کوئی مثنوی ملائے روم کا سبق دے رہے ہوں۔ حضرت بچوں کو مارنے اور ڈانٹنے کے سخت مخالف ہیں۔ بچے کیسے ہی بسوریں، شوخی کریں۔ سوال میں تنگ کریں اور بے جا سوال کریں ایک موہوم اور غیر موجود شے کے لئے حد سے زیادہ اصرار کریں۔ آپؐ نہ تو کبھی مارتے ہیں، نہ جھڑکتے ہیں اور نہ کوئی خفگی کا نشان ظاہر کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بچوں کے سوالوں سے تنگ آنے کی بجائے ان کو پیار سے سمجھایا کرتے تھے اور یہی تربیت کا طریق ہے جسے جماعت کو آج اختیار کرنا چاہئے۔ بعض بچے سوال کرتے ہیں تو تنگ آکر جھڑک کے ان کو بند کر دیا جاتا ہے۔ حالانکہ بچوں کے سوال کے جواب میں تحمل سے پیش آنا چاہئے اور جس حد تک بھی اس کی سمجھ ہو جواب دے کر اس کو مطمئن کرنے کی کوشش کریں۔

مولوی عبدالکریمؓ مزید فرماتے ہیں:۔

محمود (خلیفة المسیح الثانیؓ) کوئی تین برس کا ہوگا۔ آپؐ لدھیانہ میں تھے۔ میں بھی وہیں تھا۔ گرمی کا موسم تھا مردانہ اور زنانہ میں ایک دیوار حائل تھی۔ آدھی رات کا وقت ہوگا۔ جو میں جاگا اور مجھے محمود کے رونے اور حضرت کے اِدھر اُدھر باتوں میں بہلانے کی آواز آئی۔ حضرت اُسے گود میں لئے پھرتے تھے اور وہ کسی طرح چپ نہیں ہوتا تھا۔ آخر آپؐ نے کہا: دیکھو محمود! وہ کیسا تارا ہے! (یعنی آسمان کا ایک ستارہ دکھایا) بچے نے نیا (مشغلہ شروع کر دیا اور چلانا شروع کر دیا کہ) ابّا! تارے جانا ہے۔ ابّا! تارے جانا ہے۔ کہ ابّا میں نے بھی ستارے جانا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو پیار کے ساتھ چپ کراتے رہے لیکن ڈانٹا نہیں۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کہتے ہیں آپ کا بیٹے سے اس طرح گفتگو کرنا مجھے بہت پیارا لگا اس نے بھی ایک ضد کی راہ نکالی تھی مگر حضورؐ اس نے پر صبر کیا اور بچہ روتے روتے آخر خود ہی تھک گیا اور چپ ہو گیا۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ مصنفہ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب۔ صفحہ ۳۶،۳۵)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے بچوں کے ساتھ کھیلنے والے بچوں سے بھی اسی طرح شفقت کا سلوک فرمایا کرتے تھے جیسے اپنے بچوں کے ساتھ۔ لنگر خانے کے ایک ملازم کے بچے کے کہنے پر حضورؑ نے اپنے ایک صاحبزادے کو بہت سے آم دیئے اور ساتھ یہ بھی کہا کہ وہ اپنے ہمجولیوں میں تقسیم کر دیں۔ حضورؑ خود بھی جب کوئی چیز تقسیم کرتے تو اپنے بچوں کے ساتھیوں کو برابر حصہ دیتے اور ملازموں کے بچے حضرت کے گھر میں ایک شاہانہ زندگی بسر کرتے۔ عام سلوک میں حضرت اقدسؑ کو کبھی کسی سے فرق کرتے نہیں دیکھا۔

اگر ایسے موقعہ پر کسی اور کا کوئی بچہ سامنے آجاتا جب آپ کوئی چیز تقسیم کر رہے ہوتے تو آپؑ آنے والے بچے کے ساتھ بھی شفقت کا برتاؤ کرتے اور کچھ نہ کچھ ضرور عطا فرما دیتے۔ یہ عادت حضورؑ کی ہمیشہ سے تھی۔ اپنی عمر کے اس حصے میں جبکہ آپ مجاہدات میں مصروف تھے، بعض یتامیٰ کی خاص طور پر خبر گیری فرماتے اور اپنی خوراک کا ایک حصہ اُن کو دے دیا کرتے۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ۔ جلد سوم صفحہ ۳۷۲،۳۷۱)

میں نے بھی اسی سنت پر عمل کر کے اپنی بچیوں کی تربیت کی ہے۔ ان کو جب میں کوئی چیز کھانے کو دیتا تھا تو وہ اکثر لے کر باہر نکل جاتی تھیں اور نوکروں وغیرہ کو اور دوسروں کو ساتھ شامل کر لیا کرتی تھیں۔ تو آپ کو بھی بچپن سے ہی اپنے بچوں کی ایسی تربیت کرنی چاہئے کہ جب کوئی اچھی چیز کھائیں تو ساتھ غریبوں اور دوسروں کو بھی شریک کر لیا کریں۔

حضرت صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی ایک روایت بیان کرتے ہیں کہ:۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ ابھی تھوڑا سا دن چڑھا تھا۔ سردی کا موسم تھا پندرہ سولہ احباب ساتھ تھے کہ پیچھے سے اور بہت سے آملے۔ خلیفہ ثانی، حضرت مرزا بشیر احمد بھی آگئے اور ایک دولڑکے اور بھی ان کے ساتھ تھے۔ چھوٹی عمر تھی، ننگے پاؤں اور ننگے سر میاں بشیر احمد صاحب تھے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے تبسم فرما کر فرمایا ''میاں بشیر جوتی ٹوپی کہاں ہے؟ کہاں پھینک آئے؟'' میاں بشیر احمد نے کچھ جواب نہ دیا اور ہنس کر بچوں سے کھیلتے ہوئے آگے بڑھ گئے اور کچھ فاصلہ پر آگے چلے گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پر فرمایا کہ

عجیب حالت ہوتی ہے بچوں کی ابھی چند دن پہلے یہ رو رہا تھا کہ مجھے نیا جوتا لے دیں اور بہت ضد کر رہا تھا۔ میں نے نیا جوتا لے کے دیا لیکن اس کو اب اس کی ہوش ہی کوئی نہیں وہ جوتا ایک طرف پھینک دیا ہے اور خود دوڑے پھرتا ہے ننگے پاؤں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اس بات پر بہت ہنس رہے تھے۔ پھر ایک خادم نے کہا کہ اگر اجازت ہو تو میں بھاگ کر جا کے ان کا جوتا گھر سے اٹھالاؤں۔ آپ نے فرمایا نہیں، تکلیف نہ کرو، جس طرح کھیلتا ہے کھیلنے دو۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ جلد سوم صفحہ ۳۷۱،۳۷۰)

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ مسجد میں صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب بھی آ گئے اور کسی بات پر کھلکھلا کر ہنس پڑے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بڑے آرام سے کہا کہ میاں مسجد میں ہنسا نہیں کرتے۔ چنانچہ جب دوبارہ ان کو پھر ہنسی آنے لگی تو وہ اُٹھ کر مسجد سے باہر نکل گئے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا معمول تھا کہ جب کوئی بچہ آپ کی خدمت میں آتا تو آپ جگہ دینے کے لئے ذرا ایک طرف ہٹ جاتے اور اپنے پہلو میں اُسے بیٹھنے کا موقعہ دیتے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اکثر آیا کرتے تھے۔ صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحب اور صاحبزادہ میاں شریف احمد صاحب کم۔ سیر میں کبھی کبھی ساتھ ہو جاتے اور صاحبزادہ مبارک احمد صاحب تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی گود میں ہوتے تھے۔ پھر خدام لے لیا کرتے تھے جب حضرت صاحبزادہ صاحب خواہش کرتے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام خود اُن کو اٹھا لیتے۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ جلد سوم صفحہ ۳۶۷)

ایک دفعہ حضرت صاحب کے سامنے میاں شریف احمد کو بچے چھیڑنے لگے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو تجھ سے پیار نہیں ہے۔ وہ اس بات پر روئے تو ان کا ناک بہنے لگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ان کو اپنی طرف کھینچا تا کہ اس کو پیار کریں تا کہ اس کا یہ وہم دور ہو جائے ان بیچاروں کا ناک بھی نکل رہا تھا۔ اس خیال سے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑے گندے نہ ہو جائیں وہ ضد کر کے پیچھے ہٹتے رہے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اپنی طرف کھینچتے رہے اور پھر فرمایا مجھے تم سے بہت پیار ہے۔

ایک روایت میاں بشیر احمد صاحب کی طرف سے ہے کہ

ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو تنگ کرتے تھے خواہ کوئی بھی وہ کام رہے ہوں، کسی حالت میں ہوں، ہم آپ کے پاس چلے جاتے تھے کہ ابا پیسہ دو۔ اور آپ رومال سے پیسہ کھول کر دے دیتے تھے۔ اگر ہم کسی بات پر زیادہ اصرار کرتے تھے تو آپ فرماتے تھے کہ میاں! میں اس وقت کام کر رہا ہوں، تنگ نہ کرو۔ (سیرت حضرت مسیح موعودؑ صفحہ ۳۷۹،۳۷۸)

حضرت میاں شریف احمد صاحب کے متعلق ایک اور دلچسپ روایت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو پتہ نہیں کیوں یہ خیال ہوا کسی وقت انہوں نے زردہ نہیں کھایا ہو گا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سمجھے کہ میاں شریف کو زردہ پسند ہی نہیں، کھاتے ہی نہیں۔ تو ایک دن زردہ پکا ہوا تھا تو ہاتھ بڑھانے لگے تو حضرت اماں جان نے روک دیا کہ شریف زردہ نہیں کھاتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بھی یہی کہا۔ پھر میاں شریف نے کہنا شروع کیا شریف زردہ کھاتا ہے، شریف زردہ کھاتا ہے اور پھر آپ کے سامنے وہ زردہ کر دیا گیا۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کسی کام میں مشغول ہوتے تھے تو بچہ آواز دیتا تھا کہ ابا! بُوا کھول۔ یعنی پنجابی بولا کرتے تھے کہ اے ابا دروازہ کھولو! اور پھر اندر گھستے ہی سر نکال کے پھر باہر چلا جاتا تھا اور پھر دوبارہ آ جاتا تھا اور کہتا تھا کہ ابا! بوا کھول۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام خواہ کیسا ہی ضروری کام کر رہے ہوں آپ ہمیشہ اُٹھ کر دروازہ کھولتے اور پھر بند کر کے بیٹھ جاتے۔ یہ کبھی نہیں کہا کہ تو مجھے بار بار کیوں ستاتا ہے۔ ایک دفعہ میں نے گنا تو بیس دفعہ ایسا کیا اور ان ساری دفعات میں ایک دفعہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے منہ سے زجر اور توبیخ کا کلمہ نہیں نکلا۔ (سیرت حضرت مسیح موعودؑ مصنفہ حضرت مولانا عبد الکریم صاحبؓ صفحہ ۳۴،۳۳)

ایک پٹھانی ہوا کرتی تھیں خوست کی۔ امۃ اللہ بی بی ان کا نام تھا۔ ان کو لال پری کہتے تھے ہم لوگ۔ جب وہ شروع شروع اپنے والد اور چچا سید صاحب نور اور سید احمد نور کے ساتھ قادیان آئیں تو عمر آپ کی بہت چھوٹی تھی ان کے والدین اور چچا، چچی حضرت سید عبد اللطیف شہید کی شہادت کے بعد قادیان چلے آئے تھے۔ امۃ اللہ کو بچپن میں آشوبِ چشم کی سخت شکایت ہو جاتی تھی اور آنکھوں کی تکلیف اس قدر بڑھ جاتی تھی کہ انتہائی درد اور سرخی کی شدت کی وجہ سے وہ آنکھ کھولنے کی طاقت نہیں رکھا کرتی تھیں۔ ایک دفعہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ حضورؑ میری آنکھ کو بہت تکلیف ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے لعاب سے ان کی آنکھیں تر کیں اور وہ دن اور وفات کا دن پھر کبھی بھی ان کی آنکھ کو کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا ایک الہام حضرت میاں بشیر احمد صاحب کے متعلق بھی ہے بَرَّقَ طِفْلِیْ بَشِیْر کہ میرے بچے بشیر کی آنکھیں چمک اٹھیں اور روشن ہو گئی ہیں۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی آنکھیں بھی بچپن میں بہت دکھتی تھی لیکن پھر تا حیات آپ کی آنکھوں کو کبھی کوئی نقص نہیں ہوا۔

اب یہ لال پری صاحبہ کا ایک قصہ دلچسپ آپ کو سنا دیتا ہوں۔ حضرت میاں بشیر احمد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ لال پری میں یہ عادت ہے کہ جب میں کسی کام کے لئے ان کو بلاؤں تو ایک دفعہ پیچھے ہٹتی ہیں اور پھر آگے بڑھتی ہیں۔ اور اگر میرا مقصد ہو کہ وہ میرے قریب کھڑی ہوں اور میں ان کو کہوں جائیں تو وہ ایک دم آ کے ٹکر مار دیں گی۔ اس لئے میں بہت احتیاط کرتا ہوں۔ جب وہ قریب کھڑی ہوں تو میں ان کو 'جائیں' کی بجائے اپنی طرف بلاتا ہوں۔ وہ عادتاً پیچھے ہٹ جاتی ہیں۔ پھر میں سنبھل جاتا ہوں۔ تو یہ وہاں کی بچپن کی باتیں مجھے یاد ہیں، اچھی دلچسپ ہوا کرتی تھیں۔

اب حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی یہ روایت جو ہے وہ بہت ہی عظیم الشان ہے، سننے سے تعلق رکھتی ہے۔ آپ کا بچہ گونگا اور بہرہ تھا اور ٹائیفائیڈ بخار بھی اس کو ہو گیا تھا۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ گورداسپور کے مقدمے، تاریخوں پر حضورؑ کے ساتھ ہی جایا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ان کی حالت کو دیکھا مفتی صاحب کو فرمایا کہ آپ گورداسپور نہ جائیں یہیں ٹھہریں۔ چنانچہ آپ تشریف لے گئے دوسری صبح بچہ فوت ہو گیا۔ اس سے دوسرے دن آپ گورداسپور سے تشریف لائے تو مفتی صاحب چھوٹی لڑکی حفیظہ کو اُٹھائے ہوئے حضورؑ کو مہمان خانہ کے قریب جا کر ملے۔ آپ نے فرمایا: میں نے آپ کے بچہ کی وفات سنی، بہت رنج ہوا میں نے آپ کے لئے بہت دعا کی ہے اللہ تعالیٰ آپ کو نعم البدل عطا فرماوے گا۔ وہ سننے والا اور بولنے والا ہو گا۔

یہاں مفتی صاحب نے عرض کیا کہ حضور میرے گھر میں دولڑکیاں اور دولڑکے پیدا کرنے ہیں۔ اب یہ لڑکی ہے اس کے بعد اگر دوسری لڑکی ہوئی تو نعم البدل نہ ہو گا۔ اگر لڑکا ہو گا تو نعم البدل سمجھوں گا۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ میاں ہمارے خدا میں یہ بھی طاقت ہے کہ آئندہ لڑکیوں کا سلسلہ ہی منقطع کر دے۔ چنانچہ مولا کریم کے قربان جاؤں۔ اس کے بعد مفتی صاحب کے گھر میں متواتر چھ لڑکے پیدا ہوئے اور سب سننے والے اور بولنے والے۔ گو یہ ایک لطیفے کے طور پر مفتی صاحب بیان کرتے ہیں مگر یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی قبولیت دعا کا ایک معجزہ ہے۔ (سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام مرتبہ حضرت مولوی یعقوب علی صاحب عرفانیؓ صفحہ ۲۰۲، ۲۰۳)

اب اس مختصر خطاب کے بعد میں ٹھہر کے آخری دعا کراتا ہوں۔

****

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
اَطِعْ اَبَاكَ
اپنے باپ کی اطاعت کر
طالب دعا یکے از جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
Auto Traders
16 مینگولین کلکتہ 700001
دکان: 248-5222'248-1652'243-0794
رہائش: 237-0471'237-8468

تبلیغ دین ونشر ہدایت کے کام پر ☆ مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے
JANIC EXIMP
Manufacturers & Exporters of all kinds of Fashion Leather Products & General order Suppliers & Importers
Off : 16D, Topsia 2nd Lane
Mullapara, Near Star Club
Calcutta-700039
Ph. 3440150
Tle. Fax : 3440150
Pager No. : 9610-606266

ہمیں دین کی پاکیزہ نورانی اصلیت کی طرف لوٹنا چاہئے

مجلس عرفان سیدنا حضرت خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز منعقدہ 4 نومبر 1994

سوال: قرآن پاک کی بہت سی جگہوں پر جہاں بیویوں کا ذکر آیا ہے ان کے ساتھ ساتھ یہ ذکر بھی آتا ہے کہ جن کے مالک ان کے داہنے ہاتھ ہوئے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان کو اگر باقاعدہ نکاح کر کے عقد میں لایا جاتا تھا تو وہ تو بیویاں ہوئیں نہ کہ وہ جن کے مالک ان کے داہنے ہاتھ ہوئے۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ انکو بیویوں سے علیحدہ پیش کرنے کا کیا مقصد ہے؟

جواب: یہ بالکل درست ہے کہ درحقیقت اس مسئلہ میں چونکہ مختلف علماء اور بزرگوں نے مختلف خیالات کا اظہار کیا ہے اس لئے الجھنیں باقی رہ گئیں ہیں اور میرے نزدیک یہ بات درست ہے کہ وہ اس زمانہ کے حالات میں جو آئندہ بھی آسکتے ہیں جب آئیں گے ان پر عمل درآمد ہوگا۔ یہ نہیں کہ یہ ماضی کا حکم ہے۔ بعض حالات سے تعلق کا حکم ہے۔ وہ حالات ان احکامات کی شرائط ہیں۔ وہ شرائط جس جگہ جہاں بھی پیدا ہوں گی وہ احکام دوبارہ عمل دکھائیں گے۔ وہ شرائط یہ تھیں۔ حالات یہ تھے کہ عربوں میں چونکہ غلامی کا رواج تھا اور ساری دنیا میں تھا اس لئے اس زمانہ میں غلام عورتیں اور غلام مرد بکا بھی کرتے تھے۔ جب تک قرآن کریم نے بالآخر غلامی کا صفایا نہیں فرمایا اور اس طریق کو کہ کسی آزاد کو پکڑ کر بیچ دیا جائے قطعاً رد نہیں فرمادیا۔ اس وقت تک یہ طریق رائج تھا پہلے معاشرے کے ورثے کے طور پر جو رسمیں عربوں میں رائج تھیں انہوں نے مال خرچ کئے اور غلام خریدے۔ ان کو حرام قرار دے کر اسلام نے آزاد کروایا۔ اسلام نے کثرت کے ساتھ ان کی آزادی کے ذرائع مہیا فرمادئے۔ نصیحتیں کیں۔ گناہوں کی پاداش کے نتیجہ میں بھی مسلمانوں کو کفارے کے طور پر غلام آزاد کرنے کی بکثرت تلقین فرمائی خدا کی رضا کی خاطر غلام آزاد کرنے کی کثرت سے تلقین فرمائی۔ تو ان کو آزاد کرنے کے رستے بہت کھول دئے۔ لیکن داخل ہونے کے وہ رستے بند کردئے جو اس زمانہ میں رائج تھے کہ کسی آزاد پر غلبہ پا کر اسے بیچ دیا جائے اور قرآن کریم نے آنحضرت ﷺ کے متعلق یہ فرمایا کہ سوائے خوں ریز جنگ کے کسی نبی کے لئے جائز نہیں کہ کسی کو غلام بنائے اور اس کے علاوہ آنحضرت ﷺ نے سختی سے اس بات سے منع فرمایا بلکہ انذار فرمایا کہ جس کو خدا نے آزاد پیدا کیا ہے کون ہے جو اس کو غلام بنائے۔ یہ باتیں یاد رکھنی چاہئیں پس منظر کے طور پر۔ اس پس منظر میں میرا ذاتی استنباط یہ ہے اور حضرت مصلح موعودؓ نے جہاں اس سے اختلاف فرمایا ہے آپ کا اپنا ایک فہم القرآن ہے جو بہت ہی گہرا ہے اور بہت ہی توقیر رکھتا ہے۔ اس سے نعوذ باللہ من ذالک اس مقام کو میں چیلنج نہیں کر رہا۔ لیکن حضرت مصلح موعودؓ نے جس طرح حضرت خلیفة المسیح الاوّل سے بعض جگہ اختلاف فرمایا حالانکہ حضرت خلیفة المسیح الاوّل کا بھی فہم قرآن ایک خاص عظیم مرتبہ رکھتا تھا۔ اور بعض جگہ احمدی یہ بتاتے ہیں مجھ سے پوچھتے رہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے ایک تفسیر پیش کی ہے حضرت مصلح موعودؓ نے اس کے علاوہ کوئی دوسری فرمائی ہے۔ اس کو میں اختلاف تو نہیں کہتا۔ مختلف تفاسیر ہیں۔ لیکن خلفاء کا آپس میں اختلاف بھی جائز ہے۔ میرے نزدیک قرآن کریم سے جہاں تک میں سمجھا ہوں بیویوں کے علاوہ ما ملکت ایمانکم کا ذکر ہے یہاں وہی لوگ ہیں جن کا میں ذکر کر رہا ہوں کہ جنگی قیدی کے طور پر عورتیں تقسیم ہوتی تھیں۔ اور ان کی دیکھ بھال کی ذمہ داری خاندانوں پر ڈالی جاتی تھی۔ ان کے خاوند قتل ہو چکے یا باہر رہے۔ عورتیں الگ آگئیں ان کو اگر معاشرے میں جذب نہ کیا جائے اور کھلی چھٹی دے دی جائے تو اس صورت میں بہت سی بے حیائی پھیل سکتی تھی۔ تو خدا تعالیٰ نے اس کا علاج یہ فرمایا کہ بے حیائی کے بجائے اپنے امر سے خاص شرطوں سے مسلمانوں کو اجازت دے دی کہ اپنی قیدی خواتین سے اس حد تک تعلقات قائم کر سکتے ہو کہ معاشرہ بدنہ ہو۔ گھر میں الجھن پیدا نہ ہو۔ بیویوں کی خاوندوں سے چپقلش نہ ہو کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ ہم کیا دیکھ رہے ہیں۔ تو کئی قسم کے مسائل ہیں۔ ان کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ ہر انسان اپنے تصور میں معاشرے کی اقدار کو لاسکتا ہے۔ اس کی الجھنوں کو لا سکتا ہے۔ تو میرے نزدیک تو بہت ہی اعلیٰ اور پاکیزہ حکم تھا کہ بجائے اس کے کہ ایک انسان کی آزمائش اس حد تک ہو کہ وہ بے راہ روی اختیار کر کے خدا کا باغی بھی بنے اور سارے معاشرے کو گندہ کرے۔ خاص حدود کے تابع ان کے ساتھ تعلقات کی اجازت بطور شادی شدہ جوڑے کے دے دی۔ اور اس کو آپ اس لئے ناجائز نہیں کہہ سکتے کیونکہ شریعت کا جواز یا عدم جواز کا تعلق محض امر الٰہی سے ہے۔ جب امر الٰہی آگیا تو اس میں یہ بحث کرنا کہ بیوی کے علاوہ خدا نے کیوں جائز قرار دیا ہے۔ خدا مالک ہے تم کون ہوتے ہو ان باتوں میں دخل دینے والے۔ خدا جو چاہے کرتا ہے۔ اس لئے میرے نزدیک یہ حرام حلال کی بحث نہیں ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی مالکیت اور ملکیت کا ایک اظہار ہے۔ اس نے جہاں ایک کی بجائے چار کی اجازت دی ہے۔ وہاں اس کے علاوہ کچھ ارد گرد کے ماحول کے جو مسائل ہیں ان کے حل کیلئے اور بھی اجازت دی ہے۔ مگر وہ شرطیں وہی ہوں گی۔ جن کا میں پہلے ذکر کر چکا ہوں۔ ان شرطوں کی رو سے اس زمانہ میں کوئی انسان کسی کو غلام نہیں بنا سکتا۔ اس لئے یہ بحث ماضی کی بحث تو ہے۔ موجودہ حالات پر اطلاق پانے والی نہیں ہے۔ کیونکہ جب تک وہ جنگ نہ ہو جو شریعت کے لحاظ سے جہاد کہلائے اور جو ایک مسلمان پر ٹھونسی جائے اور اس کے نتیجہ میں جو غلام اور ایسی عورتیں جو لونڈیاں کہلاتی ہیں پیدا ہوں۔ اس وقت تک یہ احکام جو ہیں یہ ماضی کے ایک خاص دور سے تعلق رکھتے ہیں۔ جہاں اُس وقت کی مجبوریاں تھیں ۔ اور چونکہ خدا نے دوسرے رستے بند فرمادئے اور رسول اللہ ﷺ نے آزاد عورت کو پکڑ کر بیچنے کا حکم قطعاً حرام قرار دے دیا ہے۔ اس لئے یہ کہنا کہ اب ہم بنی بنائی غلام عورتیں خرید لیں۔ یہ بالکل ناجائز بات ہے۔ ہندوستان سے بعض عرب ان کی غربت سے فائدہ اٹھا کر لے آتے ہیں۔ صرحا رسول کریم ﷺ کی بات کی خلاف ورزی ہے کسی انسان کو بھی یہ حق نہیں ہے کہ عام حالات میں کسی کو پکڑے اور غلام کے طور پر بیچ دے اس لئے یہ علمی بحث ہے۔ خاص حالات سے تعلق رکھنے والی ہے۔

ایک اور بحث بھی ہے جو اس کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ آئندہ اگر ایسے حالات پیدا ہوں اور اس زمانہ میں مسلمانوں پر حملہ کرنے والی قوم اس رنگ میں حملہ کرے کہ جہاد فرض ہو جائے ۔ ایسی قوم اگر مسلمان عورتوں سے ان قیدیوں سے شرافت کا سلوک کرے۔ ان سے اچھا معاملہ کرے اور مسلمان کہیں کہ جی ہمیں اجازت ہے کہ ہم ان سے وہ سلوک کریں جو لونڈیوں سے کیا جاتا ہے۔ تو یہ سراسر ظلم ہوگا۔ اور مسلمان عورتوں کی عزتوں پر ظلم کا ہاتھ اٹھانے پر اکسانے کے مترادف ہوگا۔ اس لئے عقل سلیم سے کام لینا چاہئے ۔ یہ ایسے احکامات ہیں جن کا اس وقت کے رائج معاشرے سے تعلق ہے۔ اور رائج دستور اور اقتصادی باہمی دو طرفہ تعلقات سے اس کا ایک تعلق ہے۔ اس لئے وہاں یہ بات مفہوم کے اندر داخل ہے کہ یہ اجازت دین نے اس لئے دی کہ مقابل پر مسلمان عورتوں سے وہ ایسا ہی بلکہ اس سے بدتر سلوک کرتے تھے۔ اس لئے اسلام کی اجازت بہت ہی مہذب ہے۔ اس کے مقابل پر جو دشمن سلوک کیا کرتا تھا۔ پس اس پہلو سے دو طرفہ تعلق کا جو معاملہ ہے اس میں جائز یا ناجائز کی بحث صرف یہ اٹھتی ہے کہ عقل سلیم کا کیا تقاضا ہے قومی مفادات میں جائز سے فائدہ اٹھایا جائے یا نہ اٹھایا جائے۔ اگر آپ اپنے جائز سے فائدہ اٹھا کر مسلمان عورتوں کی بے حرمتی کا موجب بن جاتے ہیں تو یہ خودکشی کے مترادف ہے۔ یہاں جائز ناجائز کی بحث نہیں۔

سوال: ہمارے ہمسائے ختم یا قل وغیرہ کرواتے رہتے ہیں۔ اور کھانے پینے کی چیزیں وہ اس طرح تقسیم کرتے ہیں بقول ان کے نہ تو وہ صدقہ ہوتے ہیں نہ خیرات۔ نہ ہی اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر وہ چیزیں پکائی جاتی ہیں۔ ان حالات میں ان اشیاء کو قبول کر کے کھالینے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: یہ تو بڑا خطرناک اور لپیٹ کر کیا ہوا سوال ہے۔ اس کے اندر ایسے نکات ہیں کہ ان کو نظر انداز کریں گے تو کئی قسم کی جماعت میں رسمیں پھیل جائیں گی۔ ہم نے ان رسوم کے خلاف جہاد کیا ہے۔ اور کرتے رہیں گے۔ یہ جتنی رسمیں آپ نے بیان فرمائیں یہ تمام وہ ہیں جن کا کوئی وجود حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے زمانہ میں نہیں تھا۔ نہ آپ کے خلفاء کے زمانہ میں تھا نہ خلفائے راشدین کے زمانہ میں۔ نہ ان صدیوں میں پایا جاتا ہے جو روشن صدیاں ہیں۔ پس یہ کہنا کہ کھانا خدا کے سوا کسی اور کیلئے نہیں کیا جا رہا۔ اس لئے حرام نہیں ہے۔ یہ الگ بات ہے۔ حرام حلال کی بحث کو سردست ایک طرف رکھیں۔ یہ سوال ہے کہ کیا ان رسموں کے خلاف جماعت احمدیہ نے جہاد کرتے رہنا ہے یا چھوڑ دینا ہے۔ اگر جہاد کرنا ہے تو ان کا کھانا کھا کر اس جہاد کے خلاف پھر کوشش شروع کرنے والی بات ہو جائے گی۔ اب یہ جہاد سے متصادم رجحانات پیدا کرنے کا مسئلہ اٹھ کھڑا ہوگا۔ اب ایک طرف وہ ان کو کہیں گے کہ بہت بری بات ہے۔ دوسری طرف اس بری بات کے نتیجہ میں آپکو کھانے کو کچھ مل جائے تو کھالیں یہ بہت گھٹیا بات ہے۔ آپ ان سے کہیں کہ ہم اس وجہ سے اس کو جائز نہیں سمجھتے۔ مناسب نہیں سمجھتے کہ آنحضرت ﷺ کے قائم کردہ معاشرہ میں ان چیزوں کا وجود نہیں تھا۔ ہمیں دین کی پاکیزہ نورانی اصلیت کی طرف لوٹنا چاہئے۔ لیکن اگر وہ غیر اللہ کے نام پر نہیں ہیں۔ جبکہ بسا اوقات ہوتا ہے۔ اور وہ تفریق کرنا احمدیوں کیلئے عامۃ الناس کیلئے بہت مشکل ہو جائے گا۔ اس لئے ویسے بھی اجازت نہیں دینی چاہئے۔ لیکن اگر وہ غیر اللہ کے نام پر نہیں ہے تو آپ کو حرام کہنے کا حق نہیں ہے۔ یہ دو الگ الگ باتیں ہیں۔ ان کو کھول کر سمجھ لیں۔ ان باتوں میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ جو شرطیں آپ نے بیان کیں ہیں اگر وہ واقعۃً درست ہیں، سو فیصدی درست ہیں۔ ان میں شک

باقی صفحہ (12) پر ملاحظہ فرمائیں

سفرنامہ

ہمارا سفر عمرہ

مکہ و مدینہ کے مقدس مقامات کی ایمان افروز زیارت

نبیلہ رفیق فوزی ناروے

اللہ تعالیٰ کے فضل سے۔گزشتہ سال ہمیں عمرہ اور زیارت مقامات مقدسہ کی توفیق ملی اور ہمارا مختصر سا قافلہ جس میں میرے بچے میری دو بہنیں اور برادر نسبتی شامل تھے لندن سے جدہ پہنچا اور وہاں سے مکہ مکرمہ کی جانب روانہ ہوا۔

رات سوا دو بجے کا وقت تھا جب تمام سفر طے کر کے ہم لوگ حرم کے بیرونی دروازہ [جس کا نام سعودی حکمران کے نام پر باب عبدالعزیز ہے] پر کھڑے تھے۔اندر کے حصہ میں قدم رکھا،ایک طلسماتی کیفیت ہے،ہم چھ لوگ ہیں، ہر کوئی مُہر بلب ہے، دوسرے کے دل کی کیا کیفیت ہے کوئی نہیں جانتا، کسی کی کیا اپنی کیفیت کا خود بھی پتہ نہیں۔حرم کی خوبصورت راہداری میں قدم خود بخود اٹھتے جا رہے ہیں۔ دل میں ایک خوف ہے، جسم لرز رہا ہے کہ نظریں اس چاردیواری کو کیسے دیکھ سکیں گی۔کیسا منظر ہوگا؟ آخر وہ ہیبت جلال اور دبدبے سے پُر سیاہ غلاف میں ملبوس خدائے عز و جل کا گھر دکھائی دے گیا۔جسم میں رعشہ ہے ہونٹ کھلے ہیں۔بچپن سے ایک بات سنی ہوئی تھی کہ خانۂ خدا پر پہلی نظر پڑنے پر جو دعا کی جائے قبول ہوتی ہے۔مگر یہاں تو اور ہی عالم تھا کون سی تمنا کون سی خواہش پوری ہونے کی دعا کرنی۔ ہے؟ اللہ کا گھر دیکھنے کے بعد اب کون سی خواہش پیچھے رہ جاتی ہے؟

جب ذرا ہوش سنبھلی تو پہلا خیال دعا بن کر یہی ہونٹوں پر آیا کہ اے عزت و جلال والے خدا تیرے پیارے رسول کا پیارا مذہب جسے تو نے ہی تو چنا تھا آج کس حال میں ہے۔ اے میرے زندہ خدا اپنے مذہب کے ماننے والوں پر رحم فرما۔ اپنے مسیح کی جماعت پر رحم فرما۔اب ہمارے قدم لبیک اللھم لبیک کہتے ہوئے سفید فرش پر آگے بڑھ رہے ہیں۔ سینکڑوں کی تعداد میں ہر ملک، رنگ اور قوم کا مسلمان دیوانہ وار اس پُر جلال چاردیواری کے گرد گھوم رہا تھا۔ بالکل مشینی انداز میں ہم نے بھی وہی عمل شروع کر دیا۔

یہ وہی عمل ہے جو حضرت ابراہیم اور حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بار بار دہرایا اور ان کے پیروکاروں میں سے ہر وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے قوت پرواز اور جزءِ ایمانی دیا وہ یہی عمل دہرانے وہاں جاتا ہے۔خانہ کعبہ کا طواف حجر اسود سے شروع کیا۔ وہی حجر اسود جو حضرت ابراہیم نے اپنے اللہ سے خبر پا کر اپنے ہاتھ سے نصب کیا تھا۔اور وہی حجر اسود جو نبوت سے پہلے یتیم محمد بن عبداللہ کو رکھنے کا شرف عطا ہوا تھا۔بجلی کی سی تیزی سے میں اور میری بہن [شاہدہ سجاد سوئڈن] اس طرف لپکیں میں نے اپنے دونوں بچوں کا ہاتھ پکڑ کر گھسیٹا کہ آؤ اس مبارک پتھر کو ہم بھی رسول خدا کی تقلید میں چوم لیں کچھ ہی محنت کے بعد ہم اسے بوسہ دینے میں کامیاب ہو گئے۔بچوں کو گھسیٹ کر آگے کیا۔مگر دونوں بچے اس فلسفے میں پڑے ہوئے تھے کہ یہ لوگ لائن کیوں نہیں بنا رہے۔حجر اسود کی محبت میں ہجوم کا ایک اور ریلہ آیا جگہ اور سمٹ گئی بڑی مشکل سے دونوں بچوں کو بوسہ کروایا۔

یہ تھا تو پتھر مگر وہی حضرت عمر والی بات یاد آگئی کہ اگر میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اسے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو کبھی بھی ایسا نہ کرتا۔خانہ کعبہ کا دروازہ زمین سے اتنی اونچائی پر ہے کہ ایک جوان آدمی ایڑیاں اونچی کر کے اپنا ہاتھ دہلیز پر ڈالتا ہے درجنوں ہاتھ اس پر لٹکے ہوئے ہیں۔خانہ کعبہ کی دیواریں عورتوں مردوں سے پُر ہیں۔ ہر کوئی لپک لپک کر لپٹ رہا ہے، مچل رہا ہے، رو رہا ہے، تڑپ رہا ہے، بیقراری ہے، اضطراب ہے کہ کسی طرح ان مقدس دیواروں اور متبرک کپڑے سے لپٹ لپٹ کر برکت لے لے۔ جو دیوار سے ایک دفعہ جا لگتا ہے پیچھے نہیں ہٹتا۔استغفار، گناہوں کی معافی، بخشش کی تمنا، اس گھر کا واسطہ دے دے کر دعائیں مانگی جا رہی ہیں۔ہمیں بھی بار بار موقع مل رہا ہے اسلام احمدیت، خلیفۃ المسیح، شہداء، اسیران راہ مولیٰ، آباء و اجداد، اقربا، عزیز رشتے دار، اہل وطن، اہل محلہ، اہل ربوہ کس کس کو یاد نہیں کیا۔ سب سے زیادہ اپنے بزرگوں کو جن کی تمنائیں نیکیاں اور دعائیں سب کچھ آج ہمارے اوپر پوری ہو گئیں۔ ساری دعائیں ہمیں لگ گئیں جو اللہ تعالیٰ یوں ہمیں اٹھا کر یہاں لے آیا۔

ہر چکر پر حجر اسود کے سامنے رک کر ہر طواف کرنے والا حجر اسود اور متبرک دروازے کو دیکھ کر تین مرتبہ اللہ اکبر کہہ رہا ہے۔ زیادہ لوگ گروہوں کی صورتوں میں ہیں ہر گروہ کے لیڈر کے ہاتھ میں عربی دعاؤں کی کتاب ہے جسے وہ اونچی اونچی آواز میں پڑھ رہا ہے اور اس کے ساتھی پیچھے پیچھے دہراتے جاتے ہیں۔ سات چکر پورا کرنے کے بعد ہر کسی کی کوشش ہے کہ حطیم کے احاطے میں دو نفل ادا کر لے۔

رسول خدا کی بعثت سے کچھ عرصہ پہلے جب قریش نے خانہ کعبہ کی از سرِ نو تعمیر کی تو چھت کیلئے لکڑی کم پڑ گئی اور یہ حصہ بغیر چھت کے چھوڑ دیا گیا۔طواف میں اس حصہ کو شامل کیا جاتا ہے۔ طلائی پرنالہ میزابِ رحمت بھی اس کے اندر گرتا ہے۔ہمیں بھی اللہ تعالیٰ نے اس مبارک جگہ پر بار بار سجدے کرنے کا موقعہ دیا۔دروازہ مبارک اور حجر اسود کے دائیں طرف چند گز کے فاصلے پر سفید مرمریں دیوار پر بئر زم زم لکھا ہوا نظر آتا ہے۔ایک واحد وہ جگہ ہے جس سے اجنبی آدمی جان سکنے کہ ہاں یہی تو وہ بئر زم زم ہے جو معصوم اسماعیل کی ایڑیوں سے پھوٹا تھا، حطیم میں نفل ادا کرتے کرتے فجر کی اذان گونجی یہ ہماری مسجد الحرام میں پہلی اذان تھی۔اس اذان کے ساتھ ہی ذہن کتنی صدیاں پیچھے چلا گیا۔چشم تصور میں کیا کچھ نہیں لہرا گیا حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل کا کعبہ کی بنیادیں اٹھانے سے لیکر فتح مکہ تک کا کون کون سا منظر یاد نہیں آیا۔کیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ کو اذان دینے کو کہا ہو گا کس کس صحابہ کی مدد سے وہ اس چھت پر چڑھے ہونگے اور اللہ اکبر کی صدا دی ہوگی۔ کتنے ظلم سہے تھے اس معصوم بلال نے اس چاردیواری کے گرداگرد اور صرف دس سال بعد اس کے قادر و توانا خدا نے کیسا خوبصورت اجر دیا تھا۔کتنا مشکل تھا صحنِ کعبہ میں کھڑے ہو کر تاریخ دہرانا مگر یہ سب اپنی کوشش سے کب یاد کیا جا رہا ہے۔یہیں کہیں تو خدا کا پیارا سجدے میں تھا جب ظالم ابوجہل نے اونٹ کی اوجھڑی پشت مبارک پر لا رکھی تھی کیسے کم سن فاطمہ نے گند کا وہ بوجھ برگزیدہ باپ سے پرے ہٹایا ہوگا۔ یہ وہی صحن تو تھا جہاں حضرت عبداللہ بن مسعود نے آیات قرآنی پڑھنے کی جرأت کر لی تھی۔ظالموں نے مار مار کر کیسے چہرہ زخمی کر دیا تھا۔کفار مکہ کا ظلم و ستم اور مسلمانوں کا صبر، کیا کچھ ذہن کے پردے پر نہیں آ گیا۔ فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد سعی کرنے کے لئے شعائر اللہ صفا اور مروہ کی تلاش شروع ہوئی ایک دو لوگوں سے پوچھنے پر مسجد الحرام کے اندر ہی صفا اور مروہ کا جلوہ نظر آ گیا۔

مسجد الحرام کے اندر ہی بئر زم زم سے دائیں طرف اندازاً ساٹھ ستر میٹر کے فاصلے پر صفا اور بائیں طرف اتنے ہی فاصلے پر مروہ اپنے اندر صدیوں پرانی ایک ماں کی ممتا کی داستان لئے کھڑی ہیں۔صفا کے پہلو میں نوجوان پاکستانی، بنگالی، مدراسی اور عربی لڑکے وہیل چیئر لئے کھڑے تھے جو چالیس ریال لے کر بزرگوں اور مریضوں کو سعی کرواتے تھے ان سے پوچھا کہ بھائی سات چکروں سے کیا مراد ہے کیا طریقہ ہو گا تو معلوم ہوا کہ صفا سے شروع کر کے مروہ تک ایک چکر مروہ سے پھر صفا تک دوسرا چکر شمار ہوگا یوں ساتواں چکر مروہ پر جا کر ختم ہوگا۔

صفا کی اونچائی کو اگر صحن کعبہ سے ماپا جائے تو خاصی بن جاتی ہے مگر سیڑھیوں سے مسجد الحرام پر آنا اور پھر ہلکی ہلکی اونچائی سے صفا تک پہنچنا ذرا آسان عمل ہے۔اس وقت صفا خوبصورت صاف ستھرے پتھروں کا ایک چھوٹا سا ٹیلہ ہے صفا سے مروہ تک تمام راستہ سنگ مرمر کا ہے۔مروہ کی اونچائی صحن کعبہ یا بئر زم زم سے تو اتنی ہی اونچی ہوگی جتنی صفا کی ہے مگر یہ صفا کی طرح ٹیلہ نما نہیں مگر تین ساڑھے تین میٹر مستطیل پتھروں کا فرش سا رہ گیا ہے جسے سعودی حکومت نے شیشہ نما سیمنٹ سے جڑ دیا ہے اور ایک مستطیل کی شکل میں چاروں طرف سنگ مرمر لگا دیا ہے۔ دونوں پہاڑیوں کے درمیان نشان لگی ہوئی وہ جگہ بھی آتی ہے جہاں سعی کرنے والے قدرے تیز بھاگتے ہوئے جاتے ہیں۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں سے تڑپتی ممتا کو اپنا پیاس سے نڈھال بچہ نظر نہیں آتا تھا اور بچہ نظر نہ آنے کا خوف اضطراب بڑھا دیتا جس سے قدم اور تیز ہو جاتے ہیں۔

مروہ پر آ کھڑے ہوں تو دائیں طرف صحن کعبہ میں کھلنے والا ایک خوبصورت دروازہ لگا ہے جو کھلا تو نہیں تھا شائد کبھی کھلتا ہو یا محض علامتی دروازہ ہو اس پر باب مراد لکھا ہوا ہے۔مروہ پر کھڑے ہو کر لوگ اس طرف ہاتھ اٹھا اٹھا کر دعائیں کرتے ہیں چونکہ قبلہ بھی اسی رخ ہے لہذا دروازے کے سامنے حاجی نفل ادا کرتے بھی نظر آتے ہیں۔ دوسرے تیسرے چکر میں ہی احساس ہو گیا کہ یہ کام کوئی آسان نہیں۔ ذہن ایک مرتبہ پھر غم زدہ دکھیاری ماں کی طرف چلا گیا نہ جانے ان کے پیروں میں کوئی جوتا بھی تھا یا نہیں۔ہم تو صاف ٹھنڈے چکنے فرش پر بھاگ رہے ہیں تو بھاگا نہیں جا رہا، سانس پھول پھول جاتا ہے برائے نام اونچائی پر چڑھا نہیں جاتا اس اکیلی ماں کا کیا حال ہوگا جس کا بچہ جانکنی کے عالم میں ویرانے میں پڑا ہوا تھا۔نہ جانے یہ دونوں پہاڑیاں اس وقت کتنی بلند ہوں اب تو ان کا عشر عشیر ہی رہ گیا ہو گا یہی سوچتے ہوئے معاً خیال آیا کہ یہ تو وہی صفا ہے جس پر چڑھ کر آنحضورؐ نے پہلا اعلان حق کیا تھا جن کے الفاظ یہی تھے کہ اگر میں تمہیں یہ کہوں کہ اس پہاڑی کی پیچھے ایک لشکر کھڑا ہے جو مکہ پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم میری بات مان لوگے؟ اس سے تو یہی مطلب نکلتا ہے کہ آنحضور کے زمانہ میں بھی یہ پہاڑی خاصی اونچی ہوگی۔ سننے میں تو یہی آیا ہے کہ دور دور سے آنے والے حاجی اور طواف کرنے والے تبرک کا یہ پتھر اٹھا اٹھا کر لے جاتے رہے ہیں۔ واللہ اعلم۔

پہلا عمرہ ہم نے تقریباً ڈیڑھ گھنٹے میں ختم کیا۔کل چار راتیں اور پانچ دن ہم نے مکہ میں گزارے۔ جی بھر کر خانہ خدا پر حاضری دی ایک دن مقامی عربی سے ٹیکسی کروا کر مکہ کے اندر اور مکہ سے باہر تاریخی اور طیب مقامات کی زیارت کرنے گئے۔مکہ میں شائد ہی کوئی بندہ ایسا ملے گا جو انگلش جانتا ہو ہاں دونوں حرمین شریفین کے نزدیک تاجر پیشہ حضرات کچھ حد تک اردو کی سمجھ رکھتے ہیں۔ یادکانوں پر ملازمت کرنے والے اردو زبان بولنے والے ہیں جن کی وجہ سے آسانی ہو جاتی تھی۔ اللہ کے فضل سے خاکسارہ اور میری بہن جامعہ نصرت میں عربی پڑھنے کی وجہ سے خاصی حد تک عربی زبان سے سدھ بدھ رکھتیں تھیں۔ ہذا ہمیں عربی ڈرائیوروں کے ساتھ کوئی مسئلہ نہیں پڑا ان کے ساتھ آسانی سے مقامات کی زیارت ہو سکتی تھی۔ابتدا غارِ ثور سے ہوئی جو مکہ سے زیادہ دور نہیں تھی۔

اس پہاڑی کی اونچائی دیکھ کر کیا کیا احساس نہ ہوا؟ 53 سال کی عمر میں ایسے سیدھے چٹیل پہاڑ پر چڑھنا اور وہ بھی اندھیری رات اور ایسے عالم میں جب جانی دشمن پیچھے لگا ہو۔ یہ سب خدائی معجزہ ہی تو تھا۔ یہی حال غار حرا کو دیکھ کر ہوا۔اور دل یہی سوچتا رہا کہ غارِ حرا تو شہر سے خاصی دور ہے اس وقت تو کوئی ایسی آبادی

نہیں ہوگی۔ کوئی شور شرابہ نہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ کے اس بندے کو اتنے ویرانے میں آکر عبادت کرنے کی کیا سوجھی۔ وہ پہاڑ مکہ کی عام زبان میں جبل نور کہلاتا ہے۔ پہاڑ کے دامن میں اس وقت عام درجے کا بازار ہے۔ جس کی زیادہ تر دکانیں اور گلیاں نور کے نام پر تھیں۔

ہم سب لوگ مقامات دیکھنا بھول جاتے اور پچھلے مناظر ذہن میں لا لا کر بحث کرنے لگا جاتے کہ اس وقت کیا ہوتا ہوگا۔ عرفات، منیٰ، مسجد نمرہ، مزدلفہ شیطان الرجیم، سب کچھ دیکھا۔ ایک سڑک پر مکہ کی طرف جاتے ہوئے عربی ڈرائیور اچانک بولا کہ یہاں ابابیل آئے تھے ہم نے شور مچادیا کہ گاڑی روکو۔ یہ ایک میدان تھا درمیان میں سڑک اور سامنے پہاڑ تھا۔ نہ کوئی نشان نہ سائن بورڈ نہ کوئی یادگار۔ بہت سارے مقامات ایسے تھے جن کے متعلق یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر زیارت کرنے والے کو تاریخ کا علم نہ ہو اور عربی ہم سفروں کو سینہ بسینہ ان کا علم نہ ہو تو کبھی بھی پتہ نہ چلے کہ یہ کیا کیا ہے۔ محض ابابیل کا لفظ سن کر خالی میدان کی تصاویر لے ڈالیں۔ گھور گھور کر اس ساری جگہ کو دیکھا کہ یہاں ابرہہ نعوذ باللہ خانہ کعبہ کو برباد کرنے آیا تھا۔ اس دن کی زیارت کے بعد مسجد عائشہ میں دو نفل ادا کرنے کے بعد دوسرے عمرے کی نیت کی اور ایک مرتبہ پھر خانہ خدا کے سامنے آکھڑے ہوئے۔ ایک مرتبہ پھر اللہ تعالیٰ نے شعائر اللہ بیت العتیق اور دوسرے تمام تبرکات پر بھرپور نوافل ادا کرنے کا موقع دیا۔ تیسرے روز ایک عجیب نظارہ دیکھنے میں آیا ہم طواف کرنے حرم میں موجود تھے۔ نوافل کے بعد میں تسبیح کر رہی تھی کہ اچانک کچھ فوجی نوجوان ایک خوبصورت سیڑھی گھسیٹ کر خانہ کعبہ کے دروازے کی طرف لے گئے اور دروازے کے سامنے جمع ہوگئے ایک روح پرور نظارہ تھا معلوم ہوا کہ آج شب برات ہے اور کویت کا شاہی خاندان حرم آیا ہے۔

حرم میں اس وقت معمول سے زیادہ لوگ تھے۔ صحن کعبہ کے علاوہ حرم بھی نمازیوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ دروازہ کھلنے کی دیر تھی کہ سارا حرم دروازے کے سامنے والے حصے میں سرکنا شروع ہوا۔ طواف رک گیا ہر کوئی ہاتھ اٹھا اٹھا کر متبرک دروازے سے برکتیں سمیٹ رہا ہے۔ اندر بالکل اندھیرا ہے۔ دروازے کے اندر جھانکنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ ایسا پُر جلال نظارہ بھلا کس نے دیکھا ہوگا۔ ہزاروں کھلے ہاتھ اور بازو فضا میں اٹھے ہوئے ہیں کہ خانہ کعبہ کے کھلے دروازے سے تمام تر برکات سمیٹ لیں۔ میں بھی سرکتی دروازے کے سامنے والے برآمدے کی سیڑھیوں تک جا پہنچی۔ عجیب کیفیت تھی اندر جانے والے غالباً جاتے ہی رعب جلال سے سجدے میں گر جاتے ہونگے۔ اندر کسی ایک عربی ریاست کا شاہی خاندان تھا باہر ہزار ہا کا مجمع ایک ہی قبلے کو سجدہ کرنے والے اس وقت مراتب کی تقسیم میں بٹ گئے تھے۔ شاہ ہر حال میں شاہ تھے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے یہ فضیلت دی ہے اور وہ اس سے فائدہ اٹھا رہے تھے۔

ہمیں بھی تو آج انہیں کے صدقے یہ نظارہ دیکھنے کو مل گیا۔ الحمد للہ۔ دعاؤں کے ساتھ ساتھ خاکسارہ نے اپنے خدا سے یہ بھی التجا کی کہ اے میرے عزت والے رب ان لوگوں کو تو نے اتنا شرف بخشا ہے تو انہیں عقل سمجھ اور اپنے دین کی غیرت بھی عطا کر ان کو اسلام اور اسلامی ممالک کے متعلق سچی غیرت عطا فرما۔

ایک روز زیارت کے دوران عربی ڈرائیور نے بتایا تھا کہ مسجد الحرام کے صحن کے پاس مقام مولود ﷺ ہے ہمیں معلوم تھا کہ کہیں کوئی سائن بورڈ نہیں ہوگا۔ اس لئے ہم نے حرم میں کھڑے ایک بنگالی کو کرائے پر لیا تا کہ ہمیں وہ جگہ دکھادے جہاں حضرت آمنہ کی گود میں چاند اترا تھا۔ وہ ہمیں بیت الحرام کے باہر سے اس طرف لے گیا جہاں کوہ مروہ کو دروازہ کھلتا ہے وہیں باب نبی ﷺ اور باب سلام ہے سارا صحن پار کر کے باہر کی سیڑھیوں کے اوپر ایک بڑا سا کمرہ ہے جو باہر سے عام اینٹوں اور سیمنٹ سے بنا ہوا ہے۔ عام سا دروازہ، دروازے پر ایک عربی پہرہ دے رہا تھا۔ معلوم ہوا کہ عورتوں کو اندر جانے کی اجازت نہیں تھی۔ صرف بھائی جان اندر جاکر دیکھ سکے۔ مقامِ مولود کا دروازہ حرم کی طرف کھلتا ہے اور پیچھے اچھی خاصی اونچی پہاڑیاں ہیں۔ ایک دم احساس ہوا کہ حضرت آمنہ کا گھر تو تمام شعائر اللہ کے بالکل سامنے ہے۔ عجیب شان ہے اللہ تعالیٰ کی کہ تمام مقدس تبرکات کے ساتھ ساتھ نبی آخر الزماں ﷺ کی پیدائش کی جگہ بھی محض کچھ فاصلے پر مقرر کردی۔ وہیں کھڑے کھڑے چشم تصور میں حضرت عبد المطلب کو مقدس نومولد کو گود میں اٹھائے بیت اللہ کا طواف کرتے دیکھا۔ پھر ابو جہل کا حضرت عبد المطلب سے پوتے کا نام پوچھنا اور آپ کا محمد ﷺ نام اور پھر اس کا مطلب بتانا سب کچھ نظروں میں گھوم گیا۔

پانچویں روز دعاؤں اور بار بار آنے کی تمناؤں میں نبی پاک ﷺ کے شہر کو الوداع کہا۔ مکہ سے مدینہ تک کا سفر چھ گھنٹے کا تھا۔ مغرب کی نماز کا وقت ختم ہو رہا تھا۔ ڈرائیور نے گاڑی مسجد قبا کے سامنے روکی۔ رات کے وقت مسجد قبا کے سفید دودھیا چمکتے منارے اپنی تاریخ کی عظمت کا پتہ دے رہے تھے۔ یہ اسلام کی سب سے پہلی رسولِ خدا کے ہاتھوں کی بنی پہلی مسجد ہے۔ باہر مسجد کا صحن ہر رنگ و نسل کے نمازیوں سے بھرا ہوا تھا۔ پرانی یادوں اور تصورات کے ساتھ ساتھ نماز مغرب اور نوافل ادا کئے۔ اب اگلا مرحلہ مدینہ کے اندر ہوٹل پہنچنا تھا جو مدینہ شہر کے اندر تھا۔ مکہ اور مدینہ کی فضاؤں میں نمایاں فرق تھا۔ وہاں ہیبت اور جلال تھا یہاں ٹھنڈک اور میٹھا میٹھا سرور تھا۔ وہاں کی یادوں میں اگر اسلام کی فتح کا نشہ تھا تو تیرہ سال کی تلخیوں کی کڑواہٹ بھی تھی۔ یہاں وفاداریوں محبتوں امن اور پناہوں کا احساس زیادہ نمایاں تھا وہاں خدا کا گھر تھا تو یہاں خدا کا بندہ دفن تھا۔ رات کے اندھیروں میں مدینہ شہر میرے پیارے نبی کا پناہ دہندہ شہر انتہائی چمکتا دمکتا نظر آرہا تھا۔ بہت جلد گنبد خضراء کے مینار عظمت و شان والے نبی کی بنائی ہوئی عظیم مسجد کے مینار نظر آگئے۔ آخر کار پوچھتے پچھاتے ڈرائیور بارونق بازار سے ہوتا ہوا ایک بڑے ہوٹل کے سامنے جاکر ٹھہر گیا۔ وہ ہوٹل مسجد نبوی کے بالکل قدموں میں تھا اس وقت عشاء کی نماز ابھی ختم ہی ہوئی تھی گاڑی کا رخ مسجد کی طرف تھا نمازیوں کا ایک سیلاب باہر آرہا تھا سامنے ہمارے بالکل سامنے مسجد نبوی اپنی پوری شان سے کھڑی تھی۔ ایک مرتبہ پھر سب کے اوپر سکتے کا سا عالم طاری ہوگیا۔ یہ تو سوچا ہی نہیں تھا کہ بالکل مسجد نبوی کے قدموں میں جا بیٹھیں گے۔ ڈرائیور سمیت میرے سب ساتھی ہوٹل میں رجسٹریشن کروانے اندر چلے گئے۔ میں موٹر میں اکیلی تھی سامنے مسجد نبوی کے مینار نور اگل رہے تھے میں ایک بار پھر چودہ سو سال پیچھے چلی گئی۔

ہم اپنے پروگرام اور وقت کے حساب سے اپنے پیارے نبی کی مسجد اور روضہ مبارک کی زیارت کرنے پہنچ گئے۔ موجودہ مسجد نبوی ترکی حکومت کے بھلے وقتوں کا کارنامہ ہے۔ یعنی سلطنتِ عثمانیہ کی بنائی ہوئی ہے۔ یہاں مسجد الحرام کی طرح عورتیں اور مرد اکٹھا نہیں بیٹھتے بلکہ درمیان میں باقاعدہ دیوار ہے۔ ہم بھی عورتوں کے ساتھ ساتھ چلتی ہوئی وہاں پہنچ گئیں جہاں زائرات کا ایک جم غفیر تھا۔ اس ہجوم میں سبز جالیوں والا بند کمرہ دیکھ کر سمجھ آگئی کہ یہی میرے محبوب آقا کی آرام گاہ ہے۔ اس حصے سے دو دیواریں نظر آتی ہیں۔ دونوں کے اوپر والے حصے پر عربی آیات لکھی ہوئی ہیں بالکل سامنے والے حصے میں بھی دیوار ہے جو زیادہ اونچی نہیں ہے۔ اس کے اس پار اوپر ٹنگے ہوئے محراب نما جھاڑ اور فانوس نظر آتے ہیں۔ منبر مبارک کا بھی کچھ حصہ نظر آتا ہے سب کچھ ہمارے سامنے تھا مگر کسی پر کوئی نام نہیں تھا۔ پہرہ دینے والی عورتوں سے پوچھا کہ وہ کون سا حصہ ہے جس کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کا ٹکڑا کہا ہے۔ روضہ مبارک کی طرف نظریں اٹھانا اور دعا کرنا ہمارے لئے نہایت مشکل امر تھا۔ یہی وہ کمرہ ہے یہی وہ چھوٹی سی چار دیواری ہے جس میں دنیا کا عظیم الشان اور عالی مرتبت انسان سویا ہوا ہے وہ برگزیدہ انساں جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے لولاک لما خلقت الافلاک کہا تھا۔ وہ اس سبز جالی دار چار دیواری میں دفن ہے۔ دعا کے لئے ہاتھ تو اٹھا لئے مگر دعا کرنے کو کچھ نہیں تھا۔ ذہن اس چار دیواری کی طرف چلا گیا جو کبھی حضرت عائشہ کا حجرہ کہلاتا تھا۔ جب سے حضرت عائشہ ہجرت کر کے مدینہ اپنے شوہر کے پاس پہنچی تھیں اس دن سے یہ حجرہ ان کے استعمال میں تھا۔ علالت کے آخری ایام میں آنحضور حضرت عائشہ کے پاس ہی تو تھے۔ کیسے حضور بیمار ہوکر یہاں لیٹے ہونگے۔ حضرت عائشہ کی گود میں سر ہوگا۔ یہیں کہیں اس دیوار میں کھڑکی ہوگی جس سے حضور پردہ ہٹا کر مسجد نبوی کے صحن میں اپنے تیار کردہ قدوسیوں کو خدا کے حضور کھڑا دیکھ لیتے تھے۔ بالکل آخری لحات میں حضرت عبد اللہ سے مسواک لے کر حضرت عائشہ نے چبائی ہوگی اور آنحضور کے منہ مبارک میں ڈالی ہوگی اور پھر کیسے نوعمر بیوی نے اپنے محبوب شوہر کے آخری سانس گنے ہونگے کیا کچھ ذہن کے پردے پر نہیں آرہا تھا۔ اپنے وطن سے چھپ چھپا کر نکلنے والا اور کئی دنوں کا صعوبتوں بھرا سفر کر کے اس جگہ پہنچنے والا رب عظیم کا عالی مرتبت بندہ اب اس حجرہ میں سویا پڑا تھا۔

جنت البقیع دیکھنے کے لئے عورتوں کے لئے رات سات بجے کا وقت مخصوص تھا۔ اور وہ بھی صرف باہر سے ہی دعا کرنا تھی۔ سو ہم اپنے محسنوں کی آرام گاہوں کی زیارت کرنے چل پڑے وہ محسن جنہوں نے اپنی زندگی کی تمام خوبصورتیاں ترک کر کے محض خدا کی رضا کی خاطر اس کا دین قبول کرلیا اور اپنی وفاؤں، جاں نثاریوں اور قربانیوں کا ایسا نمونہ ہمارے لئے چھوڑا جو رہتی دنیا تک ہر آنے والے مسلمان کے لئے مشعلِ راہ بنیں رہیں گے۔ تمام کتبے ایک ہی قسم کے تھے۔ کسی پر کوئی نام اور نہ نشان تھا۔ بہت دل چاہا کہ پتہ چل جائے کہ کہاں کون صحابی مدفون ہیں مگر لاحاصل۔ بہر حال جتنے عاشق رسول یاد آسکتے تھے ان کو یاد کیا ان پر سلامتی بھیجی ان کے نقشِ قدم چلنے کی دعا کی توفیق مانگی۔

تیسرے دن نماز فجر کے بعد ایک پاکستانی سے مدینہ سے باہر کی زیارت کرنے کا پروگرام بنالیا۔ سب سے پہلے گاڑی مسجد قبا کے آگے جاکر رکی ایک مرتبہ پھر ہمیں مسجد قبا میں نفل پڑھنے کا موقع مل گیا۔ مسجد جمعہ جہاں قبا سے آتے ہوئے مقدس قافلے نے پہلا جمعہ پڑھا تھا۔ مسجد قبلتین جہاں اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کے پیروکاروں کو آزمایا تھا کہ کون ہے جو رسول کی اطاعت کرتا ہے اور کون ہے جو اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاتا ہے۔ مقام جنگ خندق کہ جس کے مقام پر اب شاہراہ خندق بن چکی ہے۔ اس کے ساتھ ہی اوپر یادگار کے طور پر چاروں خلفائے راشدین کے نام پر مساجد تعمیر ہیں۔ جنگ خندق کا سارا جغرافیہ سمجھنے کی کوشش کی کہ پہاڑ کے کس طرف سے دشمن آئے تھے اور مسلمان کس طرف تھے۔ اس کنویں کا مقام بھی دیکھا جو حضرت عثمان غنی نے یہودیوں سے خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کردیا تھا۔ ایک کچی گلی سے گزر کر ڈرائیور نے گاڑی ایک بوسیدہ سے احاطے کے سامنے جا کھڑی کی اور کہنے لگا کہ یہ مقام استقبال ہے گویا یہ گندا سا احاطہ وہ مقام تھا جہاں بنو نجار کے انصار نے مہاجر نبی کو خوش آمدید کہا تھا۔ اور بچیوں نے دف بجا بجا کر بدر کے چاند کی آمد کی گواہی دی تھی۔ اس جگہ کو دیکھ کر تکلیف تو بہت ہوئی کہ کم از کم کوئی معمولی سا یادگار کے طور پر نشان ہی ہوتا۔

ان زیارات کا سب سے اہم اور طویل مقام جنگ احد کا مقام تھا ہاں وہی مقامِ احد جہاں بادشاہوں کے بادشاہ کا خون بہا تھا جہاں دندان مبارک ٹوٹے تھے جہاں حضرت حمزہ کا کلیجہ چبایا گیا تھا۔ جہاں ایک چھوٹی سی غلطی نے جو بظاہر دیکھنے میں بہت معمولی تھی نے مسلمانوں کو ستر صحابہ کی جانوں کا غم دیا تھا۔ میرے خیال میں جنگ احد والے مقام کی زیارت کرنا سب سے مشکل کام ہے۔ جہاں قدم قدم پر تکلیف دہ یادیں

بکھری ہوئی تھیں۔ دور تک بکھرا ہوا پہاڑی سلسلہ جو مدینہ سے کئی کوس کے فاصلے پر ہے۔ تنگئی حالات اور سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے یہاں پر پہنچنا کوئی آسان کام نہیں تھا۔ پہاڑ پر کھڑے ہو کر کچھ دیر کے لئے مدینہ کی طرف نظریں ڈالیں اب تو پکی سڑکیں بن چکی ہیں۔ آمد و رفت نے بھی کچھ صحرائی کیفیت بدل ڈالی ہے۔ مگر اس وقت جو زمین کی صورتِ حال تھی ایسے میں محدود وسائل کے ساتھ ایک جابر دشمن کے ساتھ مقابلہ کرنا بہت مشکل امتحان تھا۔ اس ٹیلے پر کھڑے ہو کر دونوں طرف دیکھ کر اس پوزیشن کا اندازہ کیا جہاں سے حضرت خالد بن ولید کی عقابی نگاہوں نے حالات کا اندزہ کر لیا تھا اور آن کی آن میں مسلمانوں کے حق میں گیا ہوا پانسہ اپنی طرف کر لیا تھا۔ اس کی وجہ سے پیش آنے والے تمام روح فرسا مناظر آنکھوں میں لہرا گئے کتنی ہی دیر ان مناظر کی فلم آنکھوں میں ڈولتی رہی۔

ساتھ ہی ایک احاطہ سا نظر آیا جہاں بے پناہ رش تھا معلوم ہوا کہ یہ شہدائے احد کی آرام گاہ ہے۔ اندر جانا منع تھا جنگلے کے باہر سے ہی دعا کرنا تھی۔ یہ تین بڑی بڑی قبریں تھیں دروازے پر کھڑے پہرے دار بتا رہے تھے کہ درمیان والی قبر حضرت حمزہ کی ہے۔ دکھے دل کے ساتھ شہداء کے لئے دعا کو ہاتھ اٹھائے اور بھاری قدموں سے واپس آ گئے۔ اپنی طرف سے مقدور بھر سب کچھ دیکھ لیا۔ بس جنگ بدر کا میدان رہ گیا۔ مکہ سے مدینہ آتے ہوئے ڈرائیور سے ہمارا معاہدہ تھا کہ رستے میں آتے ہوئے جنگ بدر دکھائے گا مگر اس نے ہمیں چکمہ دے دیا۔ مدینہ میں آ کر ہم نے کوشش کی مگر بات نہ بنی کیونکہ بدر کا میدان مدینہ سے 170 کلومیٹر کے فاصلے پر تھا اس کے لئے سارا دن درکار تھا۔

تین راتیں مدینہ میں قیام کے بعد واپسی کا وقت آ گیا۔ سہ پہر کے وقت ہم نے سفر شروع کیا۔ ویگن میں بیٹھے ہوٹل کے سامنے سے ویگن روانہ ہوئی تو اس سڑک پر نکلی جو گھوم کر گنبد خضرا والے حصے کی طرف سے گزرا ہمیں ایک مرتبہ پھر جیسے زندگی مل گئی ہو مسجد نبوی کو الوداع کہتے ہوئے شدید اداسی محسوس ہو رہی تھی۔ مگر اچانک بالکل غیر متوقع طور پر جب گاڑی ایک مرتبہ پھر مسجد کے سامنے آ گئی تو دل کی عجیب ہی کیفیت ہو گئی۔ شیشوں کے اندر سے ہی بہت سی تصاویر لے ڈالیں۔ کچھ دیر بعد احساس ہوا کہ گاڑی تو دوبارہ گھوم کر مسجد کے سامنے آ رہی ہے۔ معلوم ہوا کہ ڈرائیور مقامی نہیں اسے شہر سے نکلنے اور موٹر وے پکڑنے کی سمجھ نہیں آ رہی۔ اچانک اس نے ایک جگہ گاڑی روکی جہاں سے مسجد کے مینار بالکل سامنے تھے اور خود وہ پٹرول پمپ سے راستہ پوچھنے چلا گیا۔ ہم نے موقع دیکھ کر ایک مرتبہ پھر دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دئے کہ اے مالک تو ہم پر یہ فضل بار بار کرنا ایک دفعہ یہ مینار دکھائے ہیں تو بار بار دکھانا۔ دل چاہتا تھا ڈرائیور راستہ بھولا رہے بار بار گنبدِ خضرا کے گرد چکر لگاتا رہے اور ہم پلٹ پلٹ کر ان مقدس میناروں کو نظروں سے عقیدت بھرے نذرانے پیش کرتے رہیں۔ مگر کب تک آخر تھوڑی سی مزید کوشش کے بعد ڈرائیور شہر سے نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔

اب ہماری منزل جدہ ایئر پورٹ تھا۔ ڈرائیور صرف عربی جانتا تھا کچھ دیر بعد میں نے اس سے پوچھا کہ ہجرت کا راستہ یہاں سے کس سمت کو بنتا ہے۔ یہ میں نے سوال اس لئے کیا کہ مکہ سے مدینہ آتے ہوئے پہلے ڈرائیور سے بات ہوئی کہ کیا یہی راستہ بنتا ہے ہجرت کا۔ تو جواب ملا کہ نہیں وہ دوسری سمت ہے۔ اور کچھ کچھ ساحل کے قریب ہے۔ اس لئے اچانک میرے دل میں یہ خیال آیا کہ ہوسکتا ہے کہ وہ راستہ اس سڑک کے کہیں قریب پڑتا ہو۔ فوراً ہی وہ بولا کہ یہی تو ہجرت کا راستہ ہے اس جواب نے ہمارے دلوں کی کیا کیفیت کر دی یہ خدا ہی جانتا ہے۔ میں نے پھر بھی تصدیق کرنے کے لئے کہا کہ ہجرت کا راستہ تو ساحلی تھا۔ جواب ملا کہ یہ وہی راستہ ہے۔ حضور ﷺ راستہ بدل بدل کر چلتے تھے تا کہ دشمن کو دھوکہ دیا جا سکے اور یہ کہ سمندر بھی یہاں سے زیادہ دور نہیں۔ ڈرائیور نے ہمارا جوش دیکھتے ہوئے ایک ایسی کیسٹ لگائی جو پوری طرح طلع البدر علینا کی نظم سے بھری ہوئی تھی۔ اس قدر خوبصورت آواز، اوپر سے بالکل صحیح تلفظ کی عربی پھر ہر شعر کے بعد ﷺ دہرایا جاتا ہے اس کے ساتھ ساتھ ڈرائیور خود بھی ﷺ کہتا اور ہمیں بھی کہنے کے لئے کہتا ہے۔ یہ ایسا خوبصورت احساس تھا ایسی روح پرور کیفیت تھی جسے میں لفظوں میں بیان نہیں کر سکتی۔ سب سے بڑھ کر یہ احساس کہ ہم اس راستے پر جا رہے ہیں جہاں خدا کے حبیب کے قدم پڑے تھے۔ اچانک دائیں طرف ایک بڑا سا ٹیلہ نظر آیا جس پر رنگین پتھروں کے ساتھ بہت بڑے سائز میں خالد بن ولید لکھا ہوا تھا۔ اب ہم نے پھر ڈرائیور کا سر کھانا شروع کیا اور تاریخی نقشے یاد کر کر کے پوچھنا شروع کر دیا کہ فلاں فلاں واقعہ کے محلے وقوع کا بتاؤ وہ ہمیں چپ کروانے کے لئے الٹے سیدھے جواب دیتا رہا۔ ہم نے اپنی ٹوٹی پھوٹی عربی کو خوب جلا بخشی۔

بھائی جان نے بھی ایک آدھ دفعہ ہمیں کہا کہ اس دفعہ اتنی تاریخ کافی ہے۔ باقی آئندہ کے لئے رکھ لو مگر ہمیں تو چین نہیں پڑ رہا تھا کہ کسی طرح ہمیں کوئی تاریخی نشان نظر آ جائے۔ لیکن دل میں یہ بات بھی تھی کہ سعودی حکومت نے کسی یادگار کو بھی عام لوگوں کے لئے ظاہر نہیں کیا۔ فراٹے بھرتی ہوئی گاڑی میں سے ایک دم مجھے بائیں طرف سڑک سے ذرا ہٹ کر خاردار تاروں میں گھرا ہوا باغ قسم کی چیز نظر آئی جس پر ایک بڑے سے تختے پر مزرعۃ الھجرۃ لکھا ہوا تھا میں نے ڈرائیور کو روکنے کا شور مچایا اور پوچھا کہ اس جگہ کا تعلق ہجرت کے دوران قیام سے تو نہیں۔ جواب تھا ہاں وہی تو ہے میں بتا چکا ہوں کہ اس علاقے سے ہی حضور ﷺ گزرے تھے۔ ہم باہر نکل کر اس کے قریب جانا چاہتے تھے۔ مگر یہ موٹر وے تھی اور یہ باغ بائیں طرف تھا۔ اس کی اجازت تو ہمیں نہیں ملی لیکن ہم نے گاڑی میں بیٹھے بیٹھے تصاویر لے لیں۔ درود پڑھا مقدس مہاجروں پر سلامتی بھیجی اور چشم تصور میں نہ جانے کیا کیا نظارے خود ہی گھڑ لئے۔

اس کے بعد کم از کم مجھے تو ایسا لگا جیسے میرا اسفراب مکمل ہوا۔ اس وقت درجہ حرارت 40 ڈگری تھی۔ تھوڑا سا بھی شیشہ نہ کھولا جا سکتا تھا۔ ایک دم تیز ہواؤں کے تھپیڑے منہ پر پڑتے اور ہم ڈرائیور کو ایئر کنڈیشن تیز کرنے کو کہتے۔ ایسے میں بار بار ایک ہی خیال دل میں آتا کہ نہ جانے کتنی تیز لو چل رہی ہو گی کتنی گرمی ہو گی اور ہم سب کا پیارا بادشاہوں کا بادشاہ اپنے صدیق رفیق کے ساتھ اس صحراء میں امن کا راستہ ڈھونڈ رہا تھا اپنی اپنی نظر ہے ہوسکتا ہے میں نے کسی کی نظر میں شرک کی حد تک اس باغ سے عقیدت کا اظہار کر دیا ہو مگر بچپن سے جو ذہن میں اس ہجرت اور ہجرت کرنے والے پاک وجود کی محبت ہمارے دلوں میں ڈال رکھی ہے اس کا اظہار اس وقت بھی نہ ہوتا تو کب ہوتا۔ اس کے بعد ہم لوگ چوکنے ہو کر باہر کی طرف دیکھتے رہے کہ شائد کوئی اور نشان کوئی اور یادگار ہمیں نظر آ جائے۔ اسی انتظار میں جدہ ایئر پورٹ آ گیا اور ہم لوگوں نے اس ملنے والی نعمت خداوندی کے شکر کے ساتھ ساتھ اس مقدس سرزمین کو الوداع کہا۔ ☆☆

خلائی شٹل کولمبیا کی تباہی

((مکرم رشید احمد چوہدری صاحب لندن))

امریکہ کی خلائی شٹل کولمبیا یکم فروری 2003 کو اپنے 16 دن کے سائنسی تحقیقاتی خلائی مشن کو مکمل کر کے واپس آتے ہوئے کرہ زمین کے مدار میں داخل ہونے کے فوراً بعد ایک دھماکے سے تباہ ہو گئی اور پُرزہ پُرزہ ہو کر امریکہ کی چار ریاستوں میں گر گئی اور اسمیں سوار سات خلا باز جن میں پانچ امریکی، ایک اسرائیلی اور ایک بھارتی تھے سب ہلاک ہو گئے۔ اس شٹل نے یکم فروری کی صبح 9 بجکر 16 منٹ پر امریکا ٹائم کے مطابق زمین پر اترنا تھا جبکہ حادثہ 9 بجے ہوا۔ اس وقت شٹل کے زمین پر اترنے کے تمام انتظامات مکمل تھے اور خلابازوں کے استقبال کے لئے ان کے اہل خانہ اور ناسا کے افسران کینڈی خلائی سنٹر فلوریڈا میں جمع تھے۔ 9 بجے تک شٹل کا زمینی سٹیشن سے رابطہ قائم رہا پھر اچانک یہ رابطہ منقطع ہو گیا۔

معلوم ہوا کہ زمین پر گرنے سے قبل ہی شٹل تباہ ہو چکی تھی اور اس کا ملبہ زیادہ تر امریکہ کی ریاست ٹیکساس کے ایک گاؤں فلسیطن کے آس پاس بکھر گیا تھا۔ امریکی خلائی تحقیقات کے انسانی سفر کے 42 سالہ تاریخ میں یہ پہلا واقعہ ہے کہ شٹل زمین کے مدار میں داخل ہوتے ہی تباہ ہو جائے۔ خلائی شٹل کولمبیا اس سے پیشتر 27 دفعہ خلاء میں اپنا مشن مکمل کر کے کامیابی کے ساتھ واپس آئی تھی۔ اسے 1981 میں پہلی مرتبہ فضا میں لانچ کیا گیا تھا۔

اس حادثہ سے قبل 28 جون 1986 کو امریکہ کی ایک اور خلائی شٹل چیلنجر (Challenger) زمین سے خلا کی طرف اڑتے ہوئے تباہ ہو گئی تھی اس وقت رونلڈ ریگن امریکہ کے صدر تھے اس میں بھی سات خلا باز تھے جو سب ہلاک ہو گئے تھے جس کے بعد ناسا نے خلائی پروازوں کا سلسلہ معطل کر دیا تھا اور دو سال آٹھ ماہ تک کوئی شٹل انسانی خلائی پرواز پر نہیں بھیجی گئی تھی۔ کولمبیا شٹل میں دھماکہ زمین سے دو لاکھ تین ہزار فٹ کی بلندی پر پیش آیا اس لئے کسی دہشت گردی کا اس حادثے سے تعلق نہیں ہو سکتا۔ امریکہ کے پاس کولمبیا سمیت چار خلائی شٹل تھیں۔

1)......کولمبیا۔

2)......ڈسکوری (Discovery)

3)......اٹلانٹس (Atlantis)

4)......انڈیور (Endeavour)

پانچویں شٹل چیلنجر 9 دفعہ خلائی مشن کامیابی کے ساتھ طے کر کے 28 جنوری 1986 کو زمین سے اٹھنے کے 73 سیکنڈ بعد ہوا میں پھٹ گئی تھی۔

کولمبیا زمین سے 620 میل کے فاصلہ پر خلا میں 18 ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار گھومتی رہی تھی۔ اس کی لمبائی 122 فٹ، اونچائی 56 فٹ اور وِنگز (wings) کی چوڑائی 98 فٹ تھی۔ ناسا کے مطابق یہ شٹل آئندہ 20 سال کے لئے کارآمد تھی۔ جب تک اس کا زمینی سٹیشن سے رابطہ تھا اس وقت وہ 217135 فٹ بلندی پر 12500 میل فی گھنٹہ کی رفتار سے زمین کی طرف حرکت کر رہی تھی۔

کولمبیاء کے خلابازوں کا تعارف::

i)....رِک ہسبینڈ (Rick D. Husband)

امریکی فضائیہ میں ملازم تھے۔ عمر 48 سال تھی۔ شٹل کے کمانڈر تھے۔ شادی شدہ تھے دو بچے ہیں۔ ٹیکساس میں رہائش پذیر تھے۔ دوسری مرتبہ خلائی مشن پر گئے تھے۔

ii)......ولیم مکول (William Mc Cool)

شٹل پائلٹ تھے۔ امریکہ بحریہ میں کمانڈر تھے۔ اس کا خاندان بھی ٹیکساس میں رہائش پذیر ہے۔ تین بچے ہیں۔

iii)...... مائیکل اینڈرسن۔ یہ شٹل کے سائنسی آلات کی دیکھ بھال پر مامور تھے۔ عمر 43 سال تھی۔ واشنگٹن میں رہائش پذیر تھے اور امریکی فضائیہ میں لفٹیننٹ کرنل کے عہدہ پر فائز تھے۔

iv)...... ایلان رمون (Elan Ramon)

اسرائیل سے تعلق تھا۔ عمر 48 سال تھی۔ ہوسٹن ٹیکساس میں رہائش رکھتے تھے۔ چار بچوں کے باپ تھے۔ کرنل رامون 1981 میں عراق پر ہونے والے فضائی حملے میں لڑاکا طیارے کے پائلٹ تھے۔ انہوں

باقی صفحہ (16) پر ملاحظہ فرمائیں

جلسہ سالانہ قادیان2002ء کے موقع پر

لجنہ اماء اللہ قادیان کا جلسہ

قادیان کے 111 ویں جلسہ سالانہ پر مستورات کا علیحدہ جلسہ مورخہ 26 دسمبر دوسرے اجلاس میں بعد نماز ظہر وعصر منعقد ہوا۔ جلسہ کی صدارت محترمہ سیدہ امتہ القدوس بیگم صاحبہ بیگم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان نے کی۔ محترمہ امتہ الحکیم بیگم صاحبہ کی تلاوت اور محترمہ صفیہ حبیب صاحبہ کی نظم کے بعد ایک گروپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قصیدہ پڑھا۔ جس کا اردو ترجمہ محترمہ بشریٰ پاشا صاحبہ نائب صدر لجنہ اماء اللہ نے پیش کیا۔ ازاں بعد اجلاس کی پہلی تقریر محترمہ امتہ الرحمٰن صاحبہ خادم صوبائی صدر ہریانہ نے کی۔ بعدہٗ صدر اجلاس نے خطاب فرمایا۔ آپ نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ لجنہ کی تنظیم کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے ممبرات لجنہ کو انکی عظیم ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ بعدہٗ محترمہ وحیدہ ایوب صاحبہ آف مدراس نے خوش الحانی سے نظم پڑھی اور محترمہ بشریٰ صادقہ صاحبہ چیمہ جنرل سیکرٹری لجنہ بھارت وصوبائی صدر پنجاب وہماچل نے بعنوان "سیرت طیبہ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ" تقریر کی۔ بعدہٗ ایک نومبائع عزیزہ روبی علی خان نے بتایا کہ کس طرح اسے احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا ہوئی اور کس طرح اللہ تعالیٰ نے ثبات قدم عطا فرمایا۔

اجلاس کی آخری تقریر محترمہ امتہ النور شبانہ صاحبہ نائب سیکرٹری تعلیم لجنہ بھارت نے "فضائل قرآن مجید" پر کی۔ بعدہٗ محترمہ امتہ الباسط بشریٰ صاحبہ نائب سیکرٹری تعلیم لجنہ بھارت نے نہایت خوش الحانی سے نظم پڑھی۔ دعا کے بعد کاروائی ختم ہوئی۔ (شمیم اختر گیانی رپورٹر لجنہ بھارت، امتہ الحکیم نائب رپورٹر لجنہ بھارت)

یادگیر میں تربیتی جلسہ

جماعت احمدیہ یادگیر نے 25 جنوری 2003ء کو مسجد احمدیہ یادگیر میں ایک تربیتی اجلاس زیر صدارت مکرم سیٹھ محمد ادریس صاحب منعقد کیا۔ تلاوت ونظم کے بعد خاکسار محمود احمد گلبرگی اور محترم مولوی شیخ محمد زکریا صاحب مبلغ سلسلہ نے تربیتی امور پر تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔ (محمود احمد گلبرگی خادم مسجد یادگیر)

مالدا(بنگال) میں لجنہ اماء اللہ کا تربیتی اجلاس

مورخہ 2003-2-21 کو بعد نماز جمعہ مکرمہ بشریٰ حمید صاحبہ صوبائی صدر لجنہ اماء اللہ بنگال وآسام کی زیر صدارت دار التبلیغ مالدا میں تربیتی اجلاس منعقد کیا گیا۔ تلاوت مکرمہ حمیدہ بانو صاحبہ نے کی۔ خاکسار نے بنگلہ زبان میں نظم سنائی۔ عہد کے بعد مکرمہ صوبائی صدر صاحبہ اور سیکرٹری صاحبہ لجنہ اماء اللہ بنگال نے لجنہ کے قیام کی غرض اور بعض تربیتی پہلوؤں کی متعلق نومبائعین کو توجہ دلائی۔

(محفوظہ خاتون زونل سرکل صدر لجنہ اماء اللہ مالدا دینا جپور بنگال)

قادیان دارالامان میں وقف نو کا تربیتی اجلاس

مورخہ 8 فروری کو زیر صدارت مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی وکیل الاعلیٰ تحریک جدید، واقفین نو کا ایک تربیتی جلسہ مسجد اقصیٰ میں بعد نماز مغرب وعشاء منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن پاک عزیزم عمر عبد القدیر نے کی۔ عزیزہ منصورہ نصیر نے خوش الحانی کے ساتھ نعت رسول پیش کی۔ پھر مکرم منور احمد صاحب نوری آف لندن نے تربیتی امور کے تعلق سے تقریر کی اور والدین کو انکی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ انکے بعد مکرم محمد یوسف صاحب انور سیکرٹری وقف نو قادیان نے بھی تربیتی امور پر روشنی ڈالی۔ مکرم صدر صاحب جلسہ نے اپنے خطاب میں تمام ہندوستان میں دفتر وکیل الاعلیٰ تحریک جدید کے تحت ہونے والی مساعی کا ذکر فرمایا۔ اس موقع پر قائم مقام ناظر صاحب اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان مکرم چودھری محمد اکبر صاحب بھی موجود تھے۔ (عاشق حسین سیکرٹری تربیت وقف نو قادیان)

حصار پستک میلہ میں جماعت احمدیہ کا بک سٹال

حصار (ہریانہ) میں پہلی بار جماعت احمدیہ کو بک سٹال لگانے کی توفیق ملی۔ 25 فروری تا 2 مارچ 2003ء مہابیر سٹیڈیم حصار میں بک سٹال لگایا۔ جماعت احمدیہ کے بک سٹال کو دیکھ کر لوگ کہتے تھے کہ پہلا موقع ہے کہ "پستک میلہ" میں مسلمانوں کا سٹال لگا ہے۔ سٹال میں ہر آنے والے کو جماعتی لٹریچر اور سوالوں کے جواب دیئے گئے۔ ہزاروں روپے کا لٹریچر فروخت ہوا۔ حصار میں حال ہی میں 3 ماہ ہوئے نیا سینٹر کھلا ہے۔

مکرم طاہر احمد صاحب طارق مبلغ انچارج جیند زون اور مکرم برکات احمد صاحب معلم، صدر صاحبان، داعیان الی اللہ نے بک سٹال کو کامیاب بنانے میں ہر طرح تعاون دیا۔ اللہ سب کو جزائے خیر دے اور ہماری حقیر مساعی کو قبول فرمائے اور نیک نتائج ظاہر ہوں۔ (ایوب علی خان مبلغ سلسلہ حصار)

ہوشیار پور کی ایک تقریب میں احمدیہ وفد کی شرکت

مورخہ 30 جنوری 2003ء کو لالہ لاجپت رائے سینئر سیکنڈری اسکول ہوشیار پور میں " Servants of People Society Hoshiarpur " کے زیر اہتمام ایک تقریب منعقد ہوئی جس میں جناب محترم کلدیپ نیر Veteran journalist M.P & former High Commissionar of India in U.K مہمان خصوصی کے طور پر دہلی سے تشریف لائے۔ چنانچہ اس موقع پر جناب بلونت کھیڑا صاحب وائس چیئر مین اور وریندر کے شرما صاحب سیکرٹری ہوشیار پور نے محترم ماسٹر رتن سنگھ صاحب کے تعاون سے جماعت احمدیہ کے افراد کو بھی اس میں شمولیت کیلئے مدعو کیا۔

سب سے پہلے مہمان خصوصی نے بابو سورج پرکاش تہران میموریل بلاک کے foundation stone کا افتتاح کیا اور مشہور سوتنتر تا سینانی پنڈت درگا داس شرما کے متعلق محترمہ کملیش شرما صاحبہ کی کتاب کا بھی افتتاح کیا۔

جماعتی نمائندگان میں محترم مولانا سلطان احمد صاحب ظفر پرنسپل جامعۃ المبشرین اور محترم مولانا عطاء الرحمٰن صاحب پروفیسر جامعۃ المبشرین، محترم مولوی نصر الحق صاحب انچارج مشن ہوشیار پور اور خاکسار شامل تھے۔ ہم نے ماسٹر رتن سنگھ جی کے تعاون سے اسلامی لٹریچر اور خاصکر حضور انور کی کتاب مہمان خصوصی کو پیش کی جسے موصوف نے بڑی خوشی کے ساتھ قبول کیا۔ نیز موصوف کو قادیان بھی آنے کی دعوت دی گئی۔

Lala Lajpat Rai memorial lecture اور سوسائٹی کے منتظمین خاص کر بابو سورج پرکاش تہران کی خدمات پر روشنی ڈالتے ہوئے محترم کلدیپ نیر صاحب نے ہندو مسلم اتحاد کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا آج کا دن مہاتما گاندھی کی شہادت کا دن ہے کسی آتنک وادی نے انہیں قتل کر دیا جبکہ ان کا مشن نفرت سے نہیں پیار سے لوگوں کے دلوں کو جیتنا تھا۔ آج جماعت احمدیہ کا موٹو بھی یہی ہے کہ:

" Love For All Hatred For None " محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں۔

(ڈاکٹر دلاور خان زعیم حلقہ نور قادیان وقائد تعلیم انصار اللہ بھارت)

مجلس انصار اللہ حیدر آباد کا تربیتی اجلاس

مورخہ 03-1-19 کو مسجد احمدیہ فلک نما میں مجلس انصار اللہ حلقہ فلک نما کا اجلاس منعقد کیا گیا۔ صدارت مکرم سید جہانگیر علی صاحب زعیم انصار اللہ حیدر آباد نے کی۔ تلاوت، عہد کے بعد مکرم حمید احمد صاحب غوری حلقہ فلک نما اور خاکسار نے تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پزیر ہوا۔

صوبہ چھتیس گڑھ میں لجنہ وناصرات کا پہلا صوبائی اجتماع

الحمد للہ مورخہ 02-12-15 کو لجنہ اماء اللہ وناصرات الاحمدیہ صوبہ چھتیس گڑھ کا پہلا سالانہ اجتماع ہوا۔ پردا میں منعقد اجتماع میں کثیر تعداد میں ممبرات لجنہ وناصرات کے علاوہ غیر احمدی بہنوں نے بھی شرکت کی۔ محترمہ سیدہ خاتون صاحبہ صدر لجنہ بسنہ پردا کے زیر صدارت پروگرام کا آغاز ہوا۔ محترمہ نسرین طلعت صاحبہ نے تلاوت کی۔ مکرمہ مذکرہ بیگم صاحبہ نے نظم سنائی۔ اس کے بعد خاکسار نے اجتماع کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے دعا کروائی۔

تلاوت قرآن کریم، حفظ سورتیں، نظم، تقاریر، کوئز کے مقابلے ہوئے۔ جس میں لجنہ وناصرات نے بڑے شوق سے حصہ لیا۔ اوّل دوئم سوئم انعامات کے علاوہ خصوصی انعامات بھی دیئے گئے۔ آخر پر خاکسار نے ذیلی تنظیم خصوصاً لجنہ اماء اللہ کے قیام کی غرض ومقاصد پر ایک تقریر کی اور دعا کے ساتھ پروگرام کا اختتام ہوا۔

بسنہ چھتیس گڑھ میں مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ سے خوشی کا ماحول

الحمد للہ کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" ہم اپنی آنکھوں سے سرکل بسنہ صوبہ چھتیس گڑھ میں پورا ہوتا ہوا دیکھ رہے ہیں کہ زمین کے کناروں تک کیا آج مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ گھر گھر میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود ومہدی موعود علیہ السلام کی صداقت کا مخالفوں سے بھی اقرار کروا رہا ہے۔

مورخہ 17 جنوری 2003ء بسنہ میں کیبل کے ذریعہ M.T.A کا پروگرام بھی نشر کیا گیا۔ اس میں خاص تعاون مکرم قمر الدین صاحب احمدی، مکرم سنیل صاحب ہندو بھائی اور مکرم کلیم خان صاحب کا رہا۔ بعض غیر مسلموں کے اعتراض کرنے پر مکرم قمر الدین صاحب اور سنیل صاحب نے یہ کہا کہ اگر یہ پروگرام نہیں دیکھنا تو یہ کنکشن کاٹ دو۔ اس میں غلط کیا ہے؟ چند دنوں کے بعد اب کچھ غیر احمدی وغیر مسلم افراد اقرار کر رہے ہیں کہ واقعی یہ بہت اچھا چینل ہے۔ پروگرام بھی بہت اچھا ہے۔ اس کو کبھی بند نہ کرنا۔ تقریباً 700 کنکشن لگے ہیں۔ انشاء اللہ اس کے ذریعہ علاقہ میں اچھے نتائج ظاہر ہوں گے۔ (حلیم احمد مبلغ سلسلہ)

کونگو (کنشاسا) کے نوویں جلسہ سالانہ کا شاندا را نعقاد

جماعت احمدیہ کونگو کو اپنا نوواں جلسہ سالانہ مورخہ 13-12 اکتوبر 2002ء کو منعقد کرنے کی توفیق ملی۔مکرم افسر صاحب جلسہ سالانہ نے جلسہ سالانہ کے انتظامات کے سلسلہ میں مختلف شعبے اوران کے ناظمین مقرر فرمائے۔

جلسہ سالانہ پر آنے والے معزز مہمانوں کی رہائش کا انتظام احمدیہ اسکول کی عمارت میں کیا گیا،اسی طرح مختلف علاقوں سے آنے والے چیف صاحبان اور گورنمنٹ افسران کی رہائش کا انتظام ہوٹل میں کیا گیا۔جلسہ سالانہ کے موقع پر لنگر خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام 10 اکتوبر سے لے کر 15 اکتوبر تک جاری رہا۔

جلسہ سالانہ کی کاروائی مورخہ 12 اکتوبر بروز ہفتہ بعد نماز ظہر وعصر ایک بجے مکرم امیر صاحب کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی۔تلاوت اور نظم کے بعد محترم امیر صاحب نے افتتاحی خطاب فرمایا اور افتتاحی دعا کروائی۔افتتاحی خطاب کے بعد تین تقاریر ہوئیں۔

ساڑھے چھ بجے شام دوسرے اجلاس کی کاروائی کا باقاعدہ آغاز ہوا۔تلاوت اور نظم کے بعد تین تقاریر ہوئیں۔اسکے بعد مجلس سوال وجواب ہوئی اور رات ساڑھے نو بجے دوسرے اجلاس کی کاروائی اختتام پزیر ہوئی۔

دوسرے دن نماز تہجد ہوئی اور فجر کے بعد قرآن کریم، حدیث اور درس ملفوظات دیا گیا۔اختتامی اجلاس کی کاروائی مکرم امیر صاحب کی صدارت میں صبح ساڑھے گیارہ بجے شروع ہوئی۔تلاوت قران کریم اور نظم کے بعد تین تقاریر ہوئیں۔ان تقاریر کے بعد مکرم امیر صاحب جماعت ہائے احمدیہ کونگو نے اختتامی خطاب فرمایا۔اس طرح کونگو کنشاسا کا یہ نواں جلسہ سالانہ خداتعالیٰ کی تائید ونصرت کے ساتھ بخیر وخوبی اختتام پزیر ہوا۔

امسال خداتعالیٰ کے فضل سے کونگو کنشاسا کے چار صوبوں اور کونگو برازاویل سے احباب نے جلسہ میں شمولیت کی۔گزشتہ سال آٹھویں جلسہ سالانہ کے موقع پر تقریباً تین ہزار احباب جلسہ میں شامل ہوئے تھے۔امسال خداتعالیٰ کے فضل سے 30 جماعتوں میں سے 4782 احباب جلسہ میں شامل ہوئے جن میں سے 790 نو مبائعین تھے جبکہ 1936 مہمان بھی اس جلسہ میں شامل ہوئے۔35 چیف صاحبان اور گورنمنٹ افسران نے بھی اس جلسہ میں شمولیت کی۔

جلسہ سالانہ کے موقع پر بک سٹال اور نمائش کا بھی اہتمام کیا گیا۔جس کے تحت مختلف زبانوں میں جماعتی لٹریچر رکھا گیا جس سے احباب نے بھرپور استفادہ کیا۔

جلسہ سے پہلے کونگو کے نیشنل ٹی وی RTNC اور RAGA نیز ریڈیو،اخبارات پر بھی جلسہ کے پروگراموں کی تشہیر مسلسل دو روز تک ہوتی رہی۔جلسہ کے بعد مورخہ 15-14 اکتوبر کو نیشنل ٹی وی RTNC اور لوکل ٹی وی AA نے جلسہ کی خبر مع جھلکیوں کے نشر کی۔نیشنل اخبارات نے بھی جلسہ کو بھرپور کوریج دی۔

جلسہ میں شامل ہونے والے کونگو کے ایک معزز چیف (جو حال ہی میں احمدی ہوئے ہیں) نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ میں جلسہ میں شامل ہو کر بہت خوشی محسوس کر رہا ہوں۔میں نے اسلام کے بارہ میں بہت سی معلومات حاصل کی ہیں۔اس وقت یہی ایک تعلیم ہے جو دنیا میں حقیقی امن کے قیام کی ضامن ہے۔خداتعالیٰ ہمارے علاقے کو صحیح اسلامی تعلیمات پر گامزن ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

(بشارت احمد ملک مبلغ سلسلہ کونگو، کنشاسا)

مجلس انصاراللہ Weiterstadt کے زیراہتمام ایک جرمن تبلیغی نشست کا انعقاد

17 اگست 2002 بروز ہفتہ کو خداتعالی کے فضل سے فلو مارکیٹ (Floh Markt) میں تبلیغی سٹال لگانے کی توفیق ملی۔ ہمارا اسٹال خداتعالیٰ کے فضل سے بہت کامیاب رہا۔ 17 جرمن اور 2 افریقی افراد نے ہمارے اسٹال سے 36 کتب اور دوسرا لٹریچر مطالعہ کیلئے حاصل کیا۔ایک جرمن نے اسٹال پر جماعتی لٹریچر اور جرمن ترجمہ قرآن مجید کا مطالعہ بھی کیا۔ اسٹال کا دورانیہ 6 گھنٹے تک رہا۔

ایک جرمن میٹنگ کیلئے شہر کی انتظامیہ سے ایک ہال کرایہ پر حاصل کیا گیا۔ہال کو میٹنگ کیلئے سجایا گیا اور دو میزوں پر جرمن زبان میں جماعتی کتب سجائی گئیں۔معلم کے فرائض سرانجام دینے کیلئے مرکز سے مکرم رانا صفدر صاحب تشریف لائے۔دو بج کر بیس منٹ پر اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور اس کے جرمن ترجمہ سے شروع ہوا۔مکرم رانا صاحب نے سب سے پہلے مہمانوں کو جماعت کا تعارف کرایا۔اس کے بعد اسلام اور مغربی معاشرہ پر اسلامی تعلیمات کی روشنی میں مہمانوں کو تفصیل کے ساتھ بتایا گیا۔ایک مہمان عورت نے عورت کے پردہ پر سوال کیا۔محترم رانا صاحب نے اس سوال کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تفصیل کے ساتھ تسلی بخش جواب دیا۔محترم رانا صاحب نے مہمانوں کے تمام سوالات کے تسلی بخش جوابات دیے۔ یہ تبلیغی میٹنگ تقریباً دو گھنٹے تک جاری رہی۔میٹنگ کے اختتام پر مہمانوں کیلئے ریفریشمنٹ کا انتظام کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس مساعی میں برکت ڈالے۔آمین۔

(محمد اشرف، زعیم مجلس Weiterstadt)

مجلس انصاراللہ جرمنی کے زیر انتظام تبلیغی اسٹالز کی مختصر رپورٹ

خداتعالیٰ کے فضل سے مجلس انصاراللہ Vechta کو ماہ اگست میں 3 مرتبہ اسٹال لگانے کی توفیق عطا فرمائی۔ ان اسٹالز کے ذریعہ تبلیغ کے بہت سے مواقع حاصل ہوئے۔مختلف قومیت کے افراد اسٹال پر آئے اور اپنی دلچسپی کا اظہار کیا۔ان میں جرمن، فرانسیسی، افریقی اور ویت نامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔تمام مہمانوں سے بڑے خوشگوار ماحول میں تبادلہ خیال ہوتا رہا۔ جرمن احباب نے بطور خاص گہری دلچسپی لیتے ہوئے کئی سوالات اسلام اور احمدیت کے بارہ میں کئے جن کے تسلی بخش جوابات دیئے گئے۔اس مرتبہ کچھ طلباء برلن سے یہاں فیسٹاوزٹ پر آئے ہوئے تھے۔ان طلباء نے بھی اسلام اور احمدیت کے بارہ میں کافی سوالات کئے جن کے تسلی بخش جوابات دیئے گئے۔

زبانی گفتگو کے علاوہ کافی تعداد میں جماعتی لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس حقیر مساعی میں محض اپنے فضل سے برکت ڈالے۔آمین

(اعجاز کریم الدین عباسی، زعیم انصاراللہ)

بقیہ صفحہ:: (7)

ہے کہ یہ درست ہوں ۔ کیونکہ اکثر اوقات مجھے پتہ ہے کہ بعض پیروں فقیروں کے نام پر چڑھایا جاتا ہے۔ جو غیر اللہ کی طرف چیزیں بھیجنے کے مترادف ہے۔ان کی رضا کی خاطر نہ کہ اللہ کی رضا کیلئے۔اس لئے اس بحث کو چھوڑتے ہوئے اگر یہ درست ہے تو ایسے کھانے کو حرام نہیں کہا جا سکتا۔مگر عقل کے خلاف ہے اس کو قبول کر کے کھانا۔ کیونکہ آپ نے جو پاک غرض کی خاطر ایک مہم شروع کی ہے۔دین کو ہر پہلو سے اس کی اصلیت کی طرف لوٹا کر اس کے مطابق دین پر عمل کیا جائے۔ یہ اس مہم کی روش کے اس کے رخ کے خلاف بات ہوگی۔

(بشکریہ روزنامہ الفضل ربوہ 4 دسمبر 2002ء)

بدر میں اشتہار دے کر
اپنے کاروبار کو فروغ دیں

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز
الرحیم جیولرز
پروپرائٹر۔ سید شوکت علی اینڈ سنز
پتہ۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون:629443

شریف جیولرز
روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران - حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ ربوہ - پاکستان
فون دوکان 0092-4524-212515
رہائش 0092-4524-212300

دعائوں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی
اسد محمود بانی
کلکتہ

BANI®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات
Our Founder :
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908-1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES ★ BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700072
SHOWROOM: 237-2185, 236-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 236-2096, 236-4696, 237-8749 FAX NO: 91-33-236-9893

منظوری صدر لجنہ اماء اللہ بھارت

تمام لجنہ کی اطلاع کیلئے تحریر ہے کہ ”سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت صدر لجنہ اماء اللہ بھارت کی حیثیت سے مکرمہ بشریٰ طیبہ صاحبہ اہلیہ مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری کی جنوری 2003ء تا دسمبر 2004 منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ محترمہ بشریٰ طیبہ صاحبہ کیلئے یہ اعزاز مبارک کرے اور انہیں احسن رنگ میں ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق اپنے فضل وکرم سے عطا فرمائے آمین۔

(سیدہ امۃ القدوس بیگم نگران انتخاب صدر لجنہ بھارت)

16واں سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ اڑیسہ

16واں صوبائی اجتماع مجلس انصار اللہ اڑیسہ بمقام نرگانگ مورخہ 6-5 اپریل 2003ء کو منعقد ہو رہا ہے۔ زعماء کرام، مبلغین، معلمین وصدر صاحبان سے درخواست ہے کہ اپنے حلقہ کے انصار نمائندگان کی زیادہ سے زیادہ تعداد میں اجتماع میں شرکت کے سلسلہ میں سعی فرمائیں اور اس اجتماع کو کامیاب بنائیں۔ جزاکم اللہ۔

(صدر مجلس انصار اللہ بھارت)

پندرہ روزہ تربیتی کلاس مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت

جملہ قائدین وناظمین اطفال سے گزارش ہے کہ وہ ارسال کردہ سرکلر کے مطابق اپنی اپنی مجلس میں تربیتی کلاس کا اہتمام یکم اپریل تا 15 اپریل 2003ء کریں۔ (سیکرٹری تربیت مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت)

ضروری اعلان بابت داخلہ معلمین کورس جامعۃ المبشرین قادیان

جملہ امراء، صدر صاحبان، مبلغین ومعلمین کرام کی آگاہی کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ یکم اگست 2003ء سے معلمین کلاس کے داخلہ کیلئے میٹرک پاس ہونا ضروری کر دیا گیا ہے۔ داخلہ کیلئے عمر 20 سال رکھی گئی ہے۔ غیر شادی شدہ طالب علم ہو۔ عارضی کلاس بند کر دی گئی ہے۔ (ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ بھارت)

درخواست دعا

☆...... مکرم رحیم خان صاحب اپنے دونوں بچوں کی صحت وسلامتی، درازی عمر اور دینی دنیاوی ترقیات کیلئے، نیز خود پولیس میں نوکری کرتے ہیں ترقی کیلئے، اہلیہ کی صحت وسلامتی کیلئے خصوصی دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

(اعانت بدر 200 روپے)

☆...... محترمہ سلیمن بی بی صاحبہ اپنے لڑکے جو دماغی طور پر کمزور ہے کی شفایابی، اپنے لئے نیز حسن خان صاحب کی صحت وسلامتی، درازی عمر، دینی دنیاوی ترقیات کیلئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔ اعانت بدر 100 روپے۔

(غلام حیدر خان معلم وقف جدید تالبر کوٹ اڑیسہ)

ولادت

اللہ تعالیٰ نے مورخہ 03-3-9 کو مکرم محمد نور عالم صاحب معلم سلسلہ تحریک جدید سکم کو پہلی لڑکی عطا فرمائی ہے جو وقف نو میں شامل ہے۔ حضور انور نے بچی کا نام ”نائلہ عالم“ تجویز فرمایا ہے جو مکرم محمد سلیم میاں صاحب آف جئے گاؤں کی پوتی اور مکرم منصور علی صاحب جئے گاؤں بنگال کی نواسی ہے۔ نومولودہ کے خادم دین بننے نیز دینی ودنیاوی ترقیات کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر 50 روپے۔ (سید فہیم احمد مبلغ انچارج سکم گنگٹوک)

میرے لڑکے افتخار احمد سعید کے ہاں ۸/دسمبر ۲۰۰۲ کو لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ لڑکی کا نام عنیزہ صائم رکھا گیا ہے یہ لڑکی مکرم سیٹھ محمد نصر الدین ولد مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب مرحوم سابق امیر جماعت احمدیہ حیدر آباد کی نواسی ہے۔ بچی کے نیک بننے اور دینی ودنیوی ترقیات کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ (محمد سلیمان احمد حیدر آباد)

خاکسار کے چھوٹے بھائی عزیزم سید فہیم احمد مبلغ انچارج سکم کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 03-2-6 کو دوسرا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ حضور انور نے نومولود کو ازراہ شفقت وقف نو کی تحریک میں شامل فرما کر ”سید کریم احمد“ نام تجویز فرمایا ہے۔ نومولود مکرم سید سلام الدین صاحب مرحوم آف سورو کا پوتا اور مکرم شیخ ہدایت اللہ صاحب مرحوم آف سورو کا نواسہ ہے۔ بچہ کی صحت وتندرستی درازی عمر اور خادم دین بننے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر 100 روپے۔

(سید نعیم احمد جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ سورو اڑیسہ)

بدر کی مالی وقلمی اعانت کر کے عند اللہ ماجور ہوں (مینیجر)

قرار داد تعزیت

بروفات محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے درویش قادیان

(منجانب مجلس انصار اللہ بھارت)

قادیان وبیرون قادیان وبیرون ہند احمدی احباب میں نہایت دکھ سے یہ خبر سنی گئی کہ افسوس! محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے درویش قادیان مولف ”اصحاب احمد“ مورخہ یکم ودو فروری کی درمیانی شب اس دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بوقت وفات آپکی عمر 90 برس تھی آپ مجلس انصار اللہ قادیان کے نہایت بزرگ وشفیق وجود تھے۔ ہمیشہ مجلس کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے دعاؤں اور قیمتی مشوروں سے نوازتے۔ آپ ممبران انصار اللہ کیلئے بہترین نمونہ تھے۔ آپکا باوقار اور بااخلاق وجود نوجوان نسل اور بچوں کیلئے خاموش سبق کی حیثیت رکھتا تھا۔

محترم ملک صاحب نے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد اپنے آپ کو سلسلہ احمدیہ کی خدمت کیلئے وقف کر دیا اور تادم وفات مختلف جماعتی اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے۔ بحیثیت افسر صیغہ وناظر وصدر آپنے صدر انجمن احمدیہ کے مختلف صیغہ جات میں نمایاں انتظامی وتربیتی خدمت سرانجام دی۔ مختلف کمیٹیوں وانجمنوں کے آپ ممبر وصدر رہے۔ تقسیم ملک سے قبل سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پرائیویٹ سیکرٹری ہونے کا بھی شرف ملا۔ آپ کی علمی خدمات کا سلسلہ بھی بہت وسیع ہے۔ جلسہ سالانہ پر مخصوص انداز سے ”ذکر حبیب“ کی تقاریر کئی سال تک کرتے رہے۔ اصحاب احمد وتابعین اصحاب احمد کی سیرت وسوانح کو جمع کرنا آپکا تاریخی ومنفرد کارنامہ ہے۔ جس پر آنے والی نسلیں بجا طور پر فخر کریں گی۔ آپکا یہ صدقہ جاریہ قیامت تک آپ کی یاد کو تازہ کرنے کے ساتھ ساتھ آپکے لئے دعاؤں کا بیش قیمت خزانہ بنا رہے گا۔

آپ ہر ایک کے ہمدرد وخیر خواہ اور شفقت کرنے والے وجود تھے۔ آپکی وفات سے یقیناً ایک بڑا جماعتی خلا واقع ہوا ہے۔ جسکی ہمیشہ کمی محسوس ہوتی رہے گی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے پورا فرمائے۔

مجلس انصار اللہ آپکی وفات پر دل کی گہرائی سے افسوس کرتے ہوئے آپکے لئے دعائے مغفرت کرتی ہے اور آپکی اہلیہ، بچگان وعزیزان سے تعزیت کرتے ہوئے قرارداد تعزیت پیش کرتی ہے۔

(صدر مجلس انصار اللہ بھارت)

قرارداد تعزیت منجانب جماعت احمدیہ بھدرواہ

احباب جماعت احمدیہ بھدرواہ کو مکرمی ومحترمی ملک صلاح الدین صاحب کی وفات کی افسوس ناک خبر بذریعہ ٹیلی فون مورخہ 2 فروری 2003ء کو ملی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

تمام احباب جماعت اس عظیم سانحہ پر افسردہ ہو گئے۔ جماعت احمدیہ عالمگیر کے ایک معزز عالم فاضل، منکسر المزاج، دعا گو، درویش بزرگ ہم سے جدا ہو گئے۔

محترم مرحوم ملک صاحب کی سلسلہ احمدیہ کے تئیں خدمات تا قیامت ادب واحترام کے ساتھ یاد کی جاتی رہیں گی

مرحوم نے پوری عمر عہد بیعت نہایت مستعدی سے نبھایا۔ انہوں نے دین کو دنیا پر ترجیح دی۔ اپنی تمام زندگی سلسلہ احمدیہ کی خدمت کیلئے وقف کی اور نہایت ہی اہم واعلیٰ عہدوں پر فائز رہے اور ہر جگہ اپنا کام نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیتے رہے۔

تالیف وتصنیف کا کام اپنی زندگی کے آخر تک کرتے رہے۔ مرحوم کی تالیف کردہ ”اصحاب احمد“ صحابہ کرام حضرت مسیح موعودؑ کے حالات زندگی اور قربانیوں کے ذکر خیر پر مبنی ہے۔ تا قیامت آنے والی نسلیں آپکی اس عظیم کاوش کی گراں بار احسان رہیں گی۔ انہوں نے اس عظیم کام کو نہایت خوش اسلوبی اور تندہی سے سرانجام دیا۔

جماعت احمدیہ بھدرواہ کے ساتھ انکا جسمانی تعلق بھی تھا۔ اس دوہرے رشتہ کے سبب یہاں کے احباب جماعت اور اقرباء ان سے مشفقانہ سلوک پاتے رہے۔ مرحوم اس دور دراز پہاڑی علاقہ میں کئی دفع رونق افروز ہوئے۔

اس دار فانی میں کسی چیز کو دوام نہیں۔ اس سرائے فانی میں جو بھی آیا۔ آخر کار اپنے مولا حقیقی کے پاس چلا گیا۔ یاد رہنے والے صرف بزرگوں کے کارہائے نمایاں ہیں۔ مرحوم ملک صاحب اپنے کاموں اور کارناموں کے باعث پوری دنیا میں عزت اور احترام کے ساتھ یاد کئے جاتے رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ سلسلہ احمدیہ کے اس مایۂ ناز درویش بزرگ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔ آمین۔ نیز مرحوم کے پسماندگان اہلیہ محترمہ، بیٹیوں وبیٹوں کو اس صدمہ عظیم کو برداشت کرنے کی توفیق دے اور انکا حافظ وناصر ہو۔ آمین ثم آمین۔

بھدرواہ کی جماعت اس دکھ کی گھڑی میں سبھی افراد خانہ کے غم میں برابر کی شریک ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حافظ وناصر ہو۔ آمین۔

وصایا:: منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر مطلع کرے۔............(سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

وصیت نمبر 15207 میں شمیم قمر زوجہ مکرم مبشر احمد صاحب بدر قوم مسلم پیشہ خانہ داری عمر ۲۸ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۰۲-۸-۲۷ حسبِ ذیل وصیت کرتی ہوں۔

مَیں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱۰/۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میری غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں ہے۔ منقولہ جائیداد اس طرح سے ہے۔

۱-حق مہر بذمہ خاوند:-۰۰-۰۰۰،۲۰ روپے ۲-ہار طلائی دو عدد:-۰۰۰-۲۹ ، ۰۰-۱۴۹۳۵
۳-کان کے جھمکے طلائی ایک سیٹ:-۴۵۰-۷،۰۰-۳۸۳۶ ۴-کان کے کانٹے طلائی ایک سیٹ:۵۰۰-۷، ۰۰-۳۸۶۲ ۵-کان کے ٹوپس طلائی ایک سیٹ:-۵۰۰-۳، ۰۰-۱۸۰۲ ۶:- گلے کی پوٹ طلائی ایک عدد:-۶۰۰-۲،۰۰-۱۳۳۹ ۷-انگوٹھی طلائی ۴ عدد:-۲۵۰-۱۱،۰۰-۵۷۹۳ ۸ - کان کی چھوٹی بالیاں ایک سیٹ:-۹۶۰-۰،۰۰-۵۰۵ **میزان :-** ۰۰-۳۲۰۷۲
۹-چاندی کا سیٹ:-۰۰-۲۵۰ ۱۰-پازیب جوڑی:۰۰-۲۵۰ ۱۱-چاندی کی جھمکیاں:-۰۰-۷۵
۱۲-بینک میں کیش:-۰۰-۱۰۰۰۰

مَیں اپنے خورونوش پر-/۳۰۰ روپے ماہانہ پر حصہ آمد ادا کرتی رہوں گی۔ اس کے علاوہ سلائی کا کام کرتی ہوں جو بھی آمد ہوگی اس پر حصہ آمد ادا کرتی رہوں گی۔ اگر آئندہ کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع دفتر کار پرداز بہشتی مقبرہ کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔

میری یہ وصیت ۰۲-۹-۱ سے نافذ العمل کی جائے۔

گواہ شد — الامۃ — گواہ شد
مبشر احمد بدر — شمیم اختر — نعیم احمد ڈار

وصیت نمبر 15208 مَیں کے پی محمد اشرف ولد کے پی ابراہیم قوم احمدی مسلم پیشہ ملازم عمر ۲۹ سال تاریخ بیعت دسمبر ۲۰۰۱ء ساکن ارناکلم ڈاکخانہ ارناکلم نورتھ ضلع ارناکلم صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۰۲-۱۱-۲۹ حسبِ ذیل وصیت کرتا ہوں:-

مَیں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کُل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱۰/۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔

۱-اس وقت میری کوئی منقولہ وغیر منقولہ جائیداد نہیں۔

۲-مَیں اس وقت ایک shop میں بطور ملازم ہے۔

میری اس وقت ماہوار آمد-/۳۰۰۰ تین ہزار روپے ہے۔ مَیں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی آمد کا ۱۰/۱ حصہ تازیست حسبِ قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان ادا کرتا رہوں گا۔

مَیں آئندہ اگر کوئی آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو دونگا۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری وصیت ۰۲-۱۲-۱ سے نافذ کی جائے گی۔

ربنا تقبل منا انّك انت السميع العليم

گواہ شد — العبد — گواہ شد
ٹی کے محمود معلم وقفِ جدید — محمد اشرف کے پی — بی بی احمد کبیر

وصیت نمبر 15209 مَیں رحمت اللہ خان ولد مکرم ناصر الدین خان صاحب مرحوم قوم پٹھان پیشہ پرائیویٹ ملازمت عمر ۴۷ سال پیدائشی احمدی ساکن پنکال ڈاکخانہ نواپٹنہ ضلع کٹک صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۰۰۰-۱۱-۲۲ حسبِ ذیل وصیت کرتا ہوں:-

مَیں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱۰/۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ میری جائیداد کی تفصیل اس طرح ہے۔ مکان پلاٹ ۱۰ ڈسمل قیمت-/۱۵۰۰۰، اراضی کاشت والی ایک ایکڑ ۲۹ ڈسمل قیمت-/۳۵۰۰۰۔ خاکسار اپنی اس جائیداد کی وصیت بشرح ۱۰/۱ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کرتا ہے۔ والد صاحب فوت ہو چکے ہیں انکی کسی قسم کی کوئی جائیداد نہیں تھی۔ خاکسار پرائیویٹ ملازمت کرتا ہے جس سے ماہانہ آمد-/۲۰۰۰ روپے ہوتی ہے اور خاکسار کی زمین سے جو کاشت ہوتی ہے اُس سے اندازاً کبھی کم کبھی زیادہ تقریباً-/۱۶۰۰ روپے سالانہ آمد ہوتی ہے۔ خاکسار اپنی اس ہر دو آمد کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت بشرح ۱۰/۱ کرتا ہے۔ اس کے علاوہ کبھی بھی مزید کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اُس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ العمل کی جائے۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم

گواہ شد — العبد — گواہ شد
ناظر احمد خان — رحمت اللہ خان — فرزان علی خان

وصیت نمبر 15210 مَیں پی پی حسن کویا ولد ایم پی کویائی صاحب قوم احمدی پیشہ تجارت عمر ۴۲ سال پیدائشی احمدی ساکن منجیری ڈاکخانہ منجیری ضلع ملپّرم صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۰۲-۱-۴ حسبِ ذیل وصیت کرتا ہوں:

(۱) میری اِس وقت مندرجہ ذیل تفصیل غیر منقولہ جائیداد ہے۔ جس میں مَیں خود اور میری اہلیہ اور بچے رہائش پذیر ہیں۔ یہ مکان میری اور میری اہلیہ کی مشترکہ ملکیت ہے۔ مکان نمبر ۴۹۵/۵ مکان ۱۲ سینٹ زمین کے اندر ہے۔ زمین اور مکان کی موجودہ مارکیٹ قیمت-/۲۰،۰۰،۰۰۰ (بیس لاکھ روپے) ہے۔ جس کی مجلس عاملہ منجیری نے بھی اپنے اجلاس میں تصدیق کی ہے۔ جس کے نصف دس لاکھ روپے کے ۱۰/۱ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت وصیت کرتا ہوں۔ باقی نصف حصہ میری اہلیہ کی ملکیت ہے۔ وہ بھی وصیت کر رہی ہے۔

(۲) میری ماہانہ آمد rexine کی تجارت پر ہے۔ جس سے مجھے ماہانہ دس ہزار روپے کی آمد ہوتی ہے۔ جس کا ۱۰/۱ حصہ آمد ہر ماہ ادا کرتا رہوں گا۔ کسی قسم کی زائد آمد ہو یا کوئی مزید جائیداد پیدا کروں تو اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔

اس کی اطلاع مَیں مجلس کارپرداز کو کروں گا۔ میری وفات کے بعد جو بھی میری جائیداد اس کے علاوہ ثابت ہوگی۔ اُس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم

گواہ شد — العبد — گواہ شد
جلال الدین نیر — پی پی حسن کویا — کے محمود احمد مبلغ سلسلہ

وصیت نمبر 15211 مَیں ظہیرہ بانو زوجہ پی پی حسن کویا صاحب قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر ۳۵ سال پیدائشی احمدی ساکن منجیری ڈاکخانہ منجیری ضلع ملپرم صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۰۲-۱-۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:

میری اس وقت مندرجہ ذیل تفصیل غیر منقولہ جائیداد ہے

۱-بارہ سینٹ زمین میں ایک مکان نمبر ۴۹۵ اور سَرد ے نمبر ۲۵۶/۶ جو میری اور میرے خاوند کی مشترکہ جائیداد ہے۔ مجلس عاملہ منجیری نے اس کی موجودہ مارکیٹ ریٹ-/۲۰،۰۰،۰۰۰ (بیس لاکھ روپے) قیمت لگائی ہے۔ جس کے نصف دس لاکھ روپے کے ۱۰/۱ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔ نصف کے مالک میرے خاوند ہیں۔ جنہوں نے وصیت کی ہے۔

۲-میری منقولہ جائیداد طلائی زیورات ۱۴۴ گرام ہیں جس کی موجودہ قیمت-/۶۲۳۵۲ روپے ہے۔ اس کے بھی ۱۰/۱ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔

۳-میری خاوند کے ساتھ اشتراک میں ایک چھوٹی سی تجارت ہے۔ جس سے مجھے ماہانہ آمد ہوتی ہے۔ اس تجارت کی دیکھ بھال میرے خاوند خود کرتے ہیں۔ اس تجارت سے آمد کی صورت میں مجھے ماہانہ پانچ ہزار روپے ملتے ہیں۔ اس کے ۱۰/۱ حصہ آمد میں ہر ماہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان ادا کرتی رہوں گی۔ موجودہ جائیداد کے علاوہ کوئی اور جائیداد پیدا کروں یا موجودہ آمد سے زائد آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کار پرداز کو کروں گی۔ میری وفات کے بعد جو بھی جائیداد اس کے علاوہ ثابت ہو اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میں اپنا حق مہر اپنے خاوند سے لے چکی ہوں۔

ربّنا تقبّل منّا انك انت السميع العليم

گواہ شد — الامۃ — گواہ شد
جلال الدین نیر — ظہیرہ بانو ایم سی — کے محمود احمد مبلغ سلسلہ

اعلان نکاح

1. مکرم ضیاء الدین احمد ابن مکرم عبدالحیٔ صاحب لاڑجی کا مرحوم کا نکاح عزیزہ آمنہ پروین بنت مکرم ذوالفقار احمد صاحب ڈنڈوتی کے ہمراہ مورخہ 6 جنوری 2003ء کو
2. مکرم عبدالکلیم گڈے صاحب ابن مکرم عبدالسلام صاحب گڈے کا نکاح عزیزہ عائشہ بیگم صاحبہ بنت مکرم عبدالقیوم صاحب الولی کے ہمراہ مورخہ 13 جنوری 03ء کو
3. مکرم سبحان احمد الولی ابن مکرم عبدالقیوم صاحب الولی کا نکاح عزیزہ احمدی بیگم بنت مکرم عبدالسلام صاحب گڈے کے ہمراہ مورخہ 12 جنوری 03ء کو مکرم مولوی شیخ محمد زکریا صاحب مبلغ سلسلہ یادگیر نے پڑھا۔ اعانت بدر 50 روپے۔ تمام رشتوں کے بابرکت ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ (محمود احمد گلبرگی نمائندہ بدر یادگیر)

سُن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا

مَودُودِی کی جماعتِ اِسلامی ═══ جو غنڈہ گردی کے راستہ پر چل رہی ہے

لندن سے شائع ہونے والے ایک ہفت روزہ پاکستان پوسٹ کی 25/اکتوبر 2002 کی اشاعت میں ڈاکٹر سید فاروق احمد مودودی صاحب ،جو جماعت اسلامی کے بانی سید ابوالاعلیٰ مودودی کے صاحبزادے ہیں کا ایک طویل انٹرویو شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے کھل کر جماعت اسلامی کے کردار پر روشنی ڈالی ہے ۔ ڈاکٹر سید فاروق احمد آج کل امریکہ میں مقیم ہیں ان کے انٹرویو کا کچھ حصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے ۔ یہ انٹرویو پاکستان پوسٹ کے ایڈیٹر فیضان عارف نے لیا اور پاکستان میں انتخابات سے قبل لیا تھا ۔ یہ اقتباسات ہمیں جناب رشید احمد صاحب چوہدری پریس سیکرٹری جماعت احمدیہ لندن نے بھیجے جو ان کے شکریہ کے ساتھ شائع کئے جارہے ہیں.. (ادارہ)...

غنڈہ عناصر پوری طرح جماعت پر چھا گئے ہیں۔

ڈاکٹر سید فاروق احمد صاحب نے کہا:-

’’ایک دفعہ جمیعت طلبہ کے ایک ناظم نے فرمایا کہ ہم محمدی غنڈے ہیں ۔اس پر میں نے اعتراض کیا کہ اگر آپ کو غنڈہ بننا ہی ہے تو بڑے شوق سے بنیں لیکن اس پاک نام کے ساتھ اس ناپاک شخصی کردار کو کیوں نتھی کر رہے ہیں۔

میاں طفیل محمد کے زمانے میں ایک باقاعدہ پالیسی کے تحت جمیعت کو پوری غنڈہ گردی کے راستہ پر ڈال دیا گیا اور حالت یہ ہوگئی کہ سکولوں کالجوں کے اساتذہ ان غنڈہ عناصر سے متنفر ہوگئے اور آج صورت حال یہ ہے کہ وہی غنڈہ عناصر پوری طرح جماعت پر چھا گئے ہیں ۔جن لوگوں کے شر سے ان کے استاد اور ساتھی طلبہ بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ اگر آپ کل ان کے ہاتھ میں ملک کی باگ ڈور تھما دیتے ہیں تو وہ سوائے شور وشر پھیلانے کے اور کچھ نہیں کریں گے۔‘‘

جماعت اسلامی اب اقامت دین کی بجائے اقامت شکم کیطرف۔

جماعت اسلامی اب اقامت دین کی بجائے اقامت شکم کے نام پر چل پڑی ہے۔ان لوگوں نے چندے بٹورنے ، چندے کھانے اور دین کو اپنی دنیا سنوارنے کے لئے استعمال کرنے کو اپنا شعار بنالیا ہے۔.....اگر خدانخواستہ قوم نے ان پر اعتماد کرلیا اور ان کے ہاتھ میں اقتدار دے دیا تو قوم پوری طرح اسلام سے متنفر ہوجائے گی کیونکہ یہ اسلام کا نام لے کر آئیں گے لیکن کام وہی کریں گے جو اس سے پہلے حکمران کرتے رہے ہیں ۔یعنی اسلام کا نام لے کر اقامت شکم کا کام کریں گے ۔اور اپنا الو سیدھا کریں گے۔‘‘

ضیاءالحق کا بناسپتی اسلام

جب میں صحیح اسلامی معاشرے کی بات کرتا ہوں تو اس سے میری مراد ضیاءالحق کے زمانے میں نافذ کئے گئے بناسپتی اسلام نہیں ہوتی کہ لوگوں کو خونخوار قسم کی شرعی سزائیں دینا شروع کردی جائیں۔اور وہ بھی اس طرح کہ غریب آدمی چوری کرے تو اسے جمعہ کی نماز کے بعد چوراہے میں کھڑا کر کے ہاتھ کاٹ دیں اور اگر کوئی بڑا افسر کرے تو اسے ترقی دے دیں۔مثلاً ایک صاحب جو کراچی میں مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر تھے جب ان کے رشوت لینے کا معاملہ انتہا کو پہنچ گیا اور بہت بدنامی ہوگئی تو انہیں سفیر بنا کر سپین بھیج دیا گیا۔مطلب یہ کہ بناسپتی اسلام میں غریب آدمی کے لئے شریعت اور تھی اور امیر آدمی کو اس کی چوری پر نوازا جارہا تھا۔‘‘

☆☆☆

احمدیہ فرقہ میں جو اتحاد پایا جاتا ہے وہ کسی اور فرقہ میں بہت کم دیکھنے کو ملتا ہے

...................روزنامہ سیاست حیدرآباد کی ایک خبر پر تبصرہ

مورخہ 29/دسمبر 2002 کے روزنامہ اخبار سیاست حیدرآباد میں ایک صحافی جناب عامر علی خان صاحب کا سفر نامہ جرمنی شائع ہوا جس میں وہاں کی مساجد اور مسلمانوں کی تعداد نیز یورپ کے کن کن ممالک میں کتنے مسلمان ہیں وغیرہ امور کا تذکرہ ہے شیعہ فرقہ کے تعلق سے بھی انہوں نے لکھا ہے کہ جرمنی میں ایران کا شیعہ طبقہ بھی آباد ہے۔ہمبرگ میں ان کی ایک مسجد اور کلچرل سنٹر ہے۔اسی طرح موصوف نے احمدیوں کے تعلق سے لکھا ہے ک یہاں احمدیہ فرقہ بھی آباد ہے۔احمدیہ فرقہ کے لوگوں کا تعلق پاکستان سے بتایا جاتا ہے کہ یہ لوگ یہاں سیاسی پناہ لینے آئے تھے۔آگے چل کر وہ لکھتے ہیں کہ یہاں چند لوگوں سے بات چیت کرنے پر پتہ چلا کہ احمدیہ فرقہ میں جو اتحاد پایا جاتا ہے وہ کسی اور فرقہ میں بہت کم دیکھنے کو ملتا ہے۔تسلسل میں وہ لکھتے ہیں جرمنی کے شہر برلن میں ایک صاحب نے بتایا کہ شاید اس اتحاد کی وجہ یہ ہے کہ احمدی فرقہ کی تعداد کافی کم ہے انہوں نے بتایا کہ جب احمدی فرقہ کے کسی تاجر کا کوئی نقصان ہوجاتا ہے یا وہ کسی وجہ سے معاشی پریشانی میں مبتلا ہوجاتا ہے تو فرقہ کے دیگر ذی حیثیت افراد اس کی مدد کرتے ہیں وہ دوبارہ کام شروع کرنے میں اس کی مدد کرتے ہیں۔

اس کے بعد یہ حسرت بھرے انداز میں رقم طراز ہیں:

’’میرے دل میں یہ خیال آیا کہ کاش اس طرح کا اتحاد ہم ہندوستانی مسلمانوں میں ہوتا تو ہم مسلمانوں کو معاشی اور تعلیمی پسماندگی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔اور ہندوستانی مسلمان نہ جانے کہاں سے کہاں پہنچ جاتے۔‘‘انہوں نے اپنے دائرہ کو تنگ کرتے ہوئے لکھا کہ ’’ہندوستان تو خیر بڑی بات ہے اگر یہ تجربہ صرف حیدرآباد شہر میں ہی کامیاب ہوجائے تو کئی مسلمان گھر معاشی پریشانیوں سے نکل آئیں پھر انہوں نے اپنے حلقہ کو مزید گھٹاتے ہوئے لکھا کہ اگر کوئی ایک شخص اپنی بستی یا کالونی میں اس طرح کا کام شروع کرے تو پھر یہ کام آگے بڑھکر حلقہ اسمبلی کی سطح پر اور پھر ضلع کی سطح پر پہنچ سکتا ہے۔بستی یا کالونی میں رہنے والے تمام ذی حیثیت افراد کو متحد کر کے بستی کے کسی شخص کی انتہائی ضروری مالی مشکل کو حل کر کے یہ کام انجام دیا جاسکتا ہے۔موصوف کا جذبہ تو بہت اچھا ہے لیکن کیا اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنایا جاسکتا ہے؟اگر پہنایا جاسکتا ہے تو کیا آپ کے پاس کوئی قابل اطاعت امام موجود ہے؟ اگر ہے تو آپ ضرور متحد ہو سکتے ہیں۔اگر جواب نہیں میں ہے تو آپ کا متحد ہونا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔

اس مسئلہ کا حل سنجیدگی سے صرف احمدیوں سے ہی پوچھا جاسکتا ہے کہ ان میں یہ اتحاد، اخوت بھائی چارہ ،بلند اوصاف کہاں سے اور کس کی تربیت سے حاصل ہوئے؟ تو وہ ایک ہی سانس میں جواب دیں گے کہ ہم میں ایک قابل اطاعت امام کی امامت کیوجہ سے یہ اوصاف جمع ہوئے ہیں۔اگر آپ بھی اپنی حسرت کو حقیقت میں بدلنا چاہتے ہیں تو سنجیدگی سے تعصب کی عینک اتار کر اس امام کی اتباع میں متحد ہو کر سرخرو ہو سکتے ہیں۔☆☆☆ (سید جہانگیر علی حیدرآباد)

مسجد احمدیہ فلک نما میں پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب مرحوم کی یاد میں جلسہ

مورخہ 26 جنوری 2003ء بعد نماز عصر مسجد احمدیہ فلک نما میں محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب مرحوم کی یاد میں ایک جلسہ منعقد کیا گیا۔تاکہ نوجوان نسل کو نوبل انعام یافتہ پروفیسر عبدالسلام صاحب کے بارہ میں معلومات ہوں۔اس جلسہ کی صدارت محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد صدر مجلس انصار اللہ بھارت نے فرمائی۔تلاوت ونظم کے بعد مکرم مبشر احمد صاحب، مکرم میر احمد صاحب اسلم، مکرم یوسف حسین صاحب، مکرم منظور احمد صاحب، عزیزم فرقان احمد، اور خاکسار (محمد کلیم خان) نے پروفیسر عبدالسلام صاحب مرحوم کے حالات زندگی کے مختلف پہلو بیان کئے۔

اس جلسہ کے خصوصی مہمان پروفیسر ڈاکٹر حافظ صالح محمد الہٰ دین صاحب امیر جماعت احمدیہ سکندرآباد اور مکرم عارف احمد صاحب قریشی امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد تھے۔ ہر دو صاحبان اور محترم صدر جلسہ نے احباب کو بہت ہی عمدہ رنگ اور موقع کی مناسبت سے خطاب فرمایا۔

KASHMIR JEWELLERS
کشمیر جیولرز
Mfrs& Suppliers of: GOLD & DIAMOND JEWELLERY
چاندی وسونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
الیس اللہ بکاف عبدہٗ
Main Bazar Qadian (Pb.)
Ph. (S) 01872-21672 (R) 20260 Fax. 20063
E-mail. kashmirsons@yahoo.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO-RN61/5

Editor:
Muneer Ahmad Khadim
Tel Fax (0091) 01872-20757
Tel Fax (0091) 01872-21702
Tel (0091) 01872-20814

The Weekly **BADR** Qadian
Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab (INDIA)

Vol:52 1 April 2003 Issue No.13

Subscription
Annual Rs/-200
Foreign
By Air : 20 £ or 40 U.S $
:40 euro
By Sea : 10 £ 0r 20 U.S $

کوئی کمتر نہ کوئی بہتر ہے
جس کو چاہے خدا بڑائی دے

کوئی فریاد ہی سنائی دے ☆ کوئی مظلوم ہی دکھائی دے
کتنا گمبھیر ہے یہ سناٹا ☆ سانس کی چاپ تک سنائی دے
تیرگی روشنی پہ غالب ہے ☆ ہاتھ کو ہاتھ کیا سجھائی دے
ہر طرف شور ہے حریفوں کا ☆ میری آواز کیا سنائی دے
کُل جہاں ہے اسیر حرص و ہوا ☆ کون اس قید سے رہائی دے
اتقا کا کوئی چلن نہ رہا ☆ کون اب دادِ پارسائی دے
آنکھ کے تل میں ہے جہاں محصور ☆ سارا عالم یہیں دکھائی دے
تیرے در پہ پڑا رہوں تا زیست ☆ وہ ادائے شکستہ پائی دے
کوئی کمتر نہ کوئی بہتر ہے ☆ جس کو چاہے خدا بڑائی دے
اپنے اندر وہ حسن پیدا کر ☆ سادگی بھی ادا دکھائی دے
شرک وبدعت سے پاک کرکے سلیم ☆ دل کو رنگِ خدا نمائی دے

(سلیم شاہجہانپوری)

مکرمہ امۃ القدوس صاحبہ بنت مکرم چوہدری محمد صادق صاحب ننگلی درویش رحمہا ہمبرگ جرمنی میں وفات پاگئیں۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون)

مکرمہ امۃ القدوس صاحبہ بنت مکرم چوہدری محمد صادق صاحب ننگلی درویش مورخہ 26-2-2003 کو جوانی کے عالم میں بمقام ہمبرگ (جرمنی) وفات پاگئیں۔ انا لله و انا اليه راجعون ۔ موصوفہ ڈبل ایم اے تھیں اور کچھ عرصہ کے لئے نصرت گرلز کالج قادیان میں بطور لیکچرر خدمت بھی بجالائیں۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، ملنسار، صابرو شاکر اور زندہ دل خاتون تھیں۔ مکرم چوہدری محمد اکبر صاحب قائم مقام ناظر اعلیٰ وامیر مقامی وناظر امور عامہ اور مکرم ڈاکٹر محمد عارف صاحب ناظر بیت المال خرچ وتعلیم وافسر جلسہ سالانہ کی چھوٹی ہمشیرہ تھیں۔ تعزیت کے لئے مقامی سرکردہ غیر مسلم احباب کے علاوہ مکرم پرتاپ سنگھ باجوہ صاحب منسٹر پی ڈبلیو ڈی، مکرم ترپت راجندر سنگھ باجوہ منسٹر ٹرانسپورٹ، مکرم نتھہ سنگھ صاحب دالم سابق منسٹر پبلک ریلیشن تشریف لائے۔ مرحومہ نے اپنے پیچھے پانچ چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑے ہیں۔ ان کی بلندئ درجات، بچوں کے روشن مستقبل نیز پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ مورخہ 26-3-03 کو بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔ (ادارہ)

نتیجہ انعامی مقالہ

تعلیمی سال 03-2002 کے لئے نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ نے انعامی مقالہ کے لے ''اسلام بنی نوع انسان کو امن اور سلامتی کا پیغام دیتا ہے'' کا عنوان مقرر کیا گیا تھا۔ ہندوستان کے مختلف افراد جماعت کی طرف سے مقالہ جات موصول ہوئے تھے۔ مقالہ میں اول اور دوم آنے والے امیدواروں کے لئے مبلغ =/3500 اور =/1500 کا انعام مقرر کیا گیا تھا۔ نتیجہ کے مطابق ذیل کے امیدوار اول اور دوم قرار پائے۔ خدا تعالیٰ ان کی یہ کامیابی مبارک کرے۔

(1)......مکرم میر عبدالحفیظ صاحب مبلغ سلسلہ (اول)

(2)......مکرمہ خدیجۃ الکبریٰ جماعت مرشد آباد بنگال (دوئم)

(ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان)

اخبار بدر میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

آپ کے خطوط = آپ کی رائے

صحافت نمبر کا ہر مضمون بہت ٹھوس اور پُر از معلومات ہے

مکرم ایڈیٹر صاحب ہفت روزہ بدر قادیان۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت وتندرستی والی اور زیادہ سے زیادہ مقبول خدمات بجالانے والی لمبی عمر عطا فرمائے۔

جلسہ سالانہ (صحافت) نمبر تفصیل سے پڑھنے کی توفیق ملی۔ اس پر آپ نے جو مخلصانہ انتھک کوششیں کی ہیں اس کے لئے آپکو جتنا بھی سراہا جائے کم ہے۔ میرے پاس الفاظ نہیں کہ کس طرح آپ کا شکریہ ادا کروں اور آپ کو مبارک باد دوں۔ جب سے آپ بدر کے ایڈیٹر بنے ہیں بدر کو چار چاند لگ گیا ہے۔ روز بروز اس کی روشنی بڑھتی اور پھیلتی جارہی ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

اس خاص نمبر کے لئے مضامین اکٹھے کرنے اور ان کو ترتیب دینے میں آپ نے اور آپ کے ساتھیوں نے بہت محنت کی ہے اس کا ہر مضمون بہت ٹھوس اور پُر از معلومات ہے۔ خاص کر مکرم عبدالمؤمن طاہر صاحب آف لندن کا مضمون بہت دلچسپ، ایمان افروز اور بہت امید افزاء ہے۔ موصوف سے میں ذاتی طور پر واقف ہوں۔ جب میں فلسطین میں تھا تو ان سے خط وکتابت کے ذریعہ روابط تھے۔ اور 1999 کے جلسہ سالانہ میں جب لندن گیا تو انہوں نے پُر تکلف عربیانہ دعوت دی تھی۔

آپ نے میرا مضمون بھی بغیر کتر و بیونت کے من وعن شائع فرمایا ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ بہر حال یہ صحافت نمبر جماعت احمدیہ کی تاریخ صحافت میں ایک دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس کے روح رواں آپ ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو لمبی عمر عطا فرمائے۔ آپ کے قلم کو میدانِ صحافتِ احمدیت میں لمبے عرصے تک قائم رکھے۔ آمین۔ ایک دفعہ پھر اپنے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں مبارک بادی عرض کرتا ہوں۔ یہ حقیقت ہے کہ میرے جذبات تشکر کی عکاسی کرنے کی سکت میرے قلم کو نہیں ہے۔ لہذا اسی پر اکتفا کرتا ہوں براہ کرم دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ خاکسار کو بدر کے قلمی تعاون کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(محمد عمر مبلغ انچارج کیرلہ)

خصوصی درخواست دُعا

اسیران راہ مولا کیلئے

محض اعلائے کلمہ اور نماز وروزہ واذان کی پابندی کی خاطر پاکستان کی جیلوں میں کئی اسیران راہ مولا ایک عرصہ سے قید ہیں۔ اور یہ سلسلہ بدستور جاری ہے۔ احباب جماعت ان اسیران راہ مولیٰ کی باعزت رہائی اور ان کے اہل وعیال کے بخیریت رہنے کیلئے دعائیں کرتے رہیں (ادارہ بدر)

بقیہ صفحہ :: (10)

نے ہی عراق کا ایٹمی ری ایکٹر تباہ کیا تھا۔

v)......لارل کلارک (Laurel Clarke) یہ 41 سالہ عورت تھی جو شٹل کے سائنسی آلات کی دیکھ بھال کے لئے مقرر تھی۔ پیشہ کے لحاظ سے ڈاکٹر تھی۔ خلاء میں جانے کا پہلا موقع تھا۔

vi)......ڈیوڈ براؤن :: ڈیوڈ براون شٹل کی کاک پٹ کا ذمہ دار تھا۔ امریکی نیوی میں سرجن کے طور پر تعینات تھا۔ اس کا بھی خلا میں جانے کا پہلا تجربہ تھا۔

vii)......کلپنا چاولہ :: بھارت میں پیدا ہوئیں۔ عمر 41 سال تھی۔ وہ شٹل میں فلائٹ انجینئر تھی اور دوسری مرتبہ خلا میں گئی تھی۔ کلپنا چاولہ کا خاندان 1980 میں بھارت سے امریکہ منتقل ہوگیا تھا۔

خلائی شٹل کولمبیا کی تباہی کو امریکہ کا ہی نقصان نہیں بلکہ سائنسی اور خلائی تحقیقات میں پوری دنیا کا نقصان قرار دیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ خلائی تحقیقات سے پوری دنیا کو فوائد کے حصول کی توقعات ہیں اس لئے ناسا کے لیڈروں کا یہ بیان امید افزا ہے کہ وہ خلائی تحقیقات کے پروگرام کو جاری رکھیں گے اور جلد یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ کن وجوہات کی بنا پر یہ حادثہ پیش آیا تا کہ آئندہ پروازوں میں ایسی خامیوں کا تدارک کیا جاسکے۔ ناسا کا اگلا مشن شٹل اٹلانٹس کو یکم مارچ 2003 کو خلا پر بھیجنے کا ہے جس میں دس خلاباز 11 دن کے لئے خلا میں جائیں گے۔ اگر اس وقت تک کولمبیا کی تباہی کی وجوہات پوری طرح سامنے آگئیں تو یہ مشن بروقت روانہ ہوسکے گا۔

دنیا کے بے شمار لیڈروں نے کولمبیا کی تباہی کے موقع پر امریکہ سے ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کوفی عنان نے اس حادثہ کو انسانیت کا نقصان قرار دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ خلائی تحقیق کی کوئی سیاسی حدیں نہیں ہوتیں اور فضائی بلندیوں پر کولمبیا کی تباہی اقوام عالم کے لئے ایک بڑا دھچکہ ہے۔

جرمنی کے چانسلر نے صدر بُش کے نام اپنے تعزیتی خط میں لکھا کہ یہ ایک تکلیف دہ سانحہ ہے۔

☆☆☆